

۵۰: ۴۴

۶: ۴۵

۱۸۵: ۴

فَإِذَا حُلِيَ بَعْدَ يَوْمِنَا

اباس کے بعد یہ کونسی حدیث پر ایمان لائیں گے

۹

کونسی ہو

اس سوال کا جواب دے

تالیف

جانب العلوم و محترفات العصر

علامہ مہنا عمادی محبتی

کوئی ہے جو اس سوال کا جواب دے؟

[یہ سوال جون 1951ء میں شائع ہوا تھا]

کہا جاتا ہے کہ دین کے دو اجزاء ہیں ایک قرآن اور دوسرے حدیث۔ دونوں خدا کی طرف سے وحی ہیں اور قیامت تک کے لئے واجب الاتباع۔

رسول اللہ خدا کا دین انسانوں تک پہنچانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ حضور نے قرآن کریم کا ایک لفظ لکھوایا۔ ایک چھوڑ قریب مجھ سے اس حصہ کے لئے متعین فرمائے۔ اس کے علاوہ سینکڑوں اصحاب کو قرآن حفظ یاد کرایا۔ ان کا حفظ کردہ بار بار سناؤ انہیں خود بھی سنا یا۔ اس طرح قرآن کو کتاب کی شکل میں بھی محفوظ کیا اور اہل ہر دور سے انسان تک ایک ایک لفظ زبانی یاد بھی کرایا۔ چنانچہ اپنی وفات سے قبل حمد و ثناء میں انھوں نے اس امر کا قرار دیا کہ قرآن ان تک پہنچا دیا گیا ہے اور ان کے اقرار کے بعد اس پر خود اللہ کو شاید قرار دیا کہ میں نے یہ قرآن حق سب تک پہنچا دیا ہے۔ یہ دین کے ایک حصہ کے متعلق ہوا۔

اس کے برعکس دین کے دوسرے حصے (یعنی حدیث) کے متعلق یہ ہوا کہ ان کا کوئی مجموعہ نہ رسول اللہ نے خود مرتب کرایا نہ کسی اور کو ایسا کرنے دیا نہ کسی کو کوئی حدیث حفظ یاد کرانی نہ کسی کی حفظ کردہ سنائی نہ اس کی تصدیق فرمائی۔ چنانچہ رسول اللہ کی وفات کے وقت امت کے پاس کوئی مستند مجموعہ احادیث موجود تھا نہ رسول اللہ نے دیا نہ صحابہ نے خود مرتب کر کے اس کی تصدیق رسول اللہ سے کرائی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر قرآن اور حدیث دونوں دین کے اجزاء تھے تو رسول اللہ نے جس طرح احکام اور التزام کے ساتھ قرآن کو محفوظ شکل میں امت کو دیا اسی طرح اپنی احادیث کا کوئی مستند مجموعہ امت کو کیوں نہ دیا؟

اگر دنیا کے تمام مسلمانوں میں سے کوئی شخص بھی اس سوال کا جواب دے سکتا ہے تو

طرح احکام کے صفحات اس کے لئے نکلے ہیں۔ جواب صرف اس سوال کا ہونا چاہیئے۔ دوسرا محرک باتیں نہیں ہونی چاہتیں۔

کوئی سے جوں سوال کا جواب دے؟

اس سوال کا جواب کسی کی طرف سے موصول نہ ہوا۔ البتہ اگست 1952ء میں جمعیت اہل حدیث کو اپنی کے صدر کی طرف سے ایک سوال نامہ موصول ہوا جو ذیل میں کیا جاتا ہے۔

”ہم افتاء اللہ اور دوسری باتوں میں ہرگز دخل نہ کریں گے صرف قضیہ اور بنیادی مل کرانا چاہتے ہیں تاکہ آئندہ جمل کر یہ مضمون تمام دنیا کے سامنے لایا جاسکے۔ کہ آئندہ کسی مائل کی فوج ہی نہ نکلے اور جسے شہادت احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معلق ہونے کے جانتے ہیں سب کا جواب ہو جائے اور دنیا دہوں کے کہ جس طرح قرآن مجید واجب الاجل ہے اسی طرح احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی است پر واجب الاجل ہیں۔“

مسوالات۔ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کا ایک حصہ یا جزو دین ہے آپ کے نزدیک کیوں نہیں تسلیم کیا جاتا؟

(۱) کیا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث کا مجموعہ کتابی شکل میں قوم کے حوالہ نہیں کیا؟

(۲) کیا اس لئے کہ صحابہ کرام کو حدیث کرنے کا حکم نہیں دیا؟

(۳) کیا اس لئے کہ کسی کو حدیث کے لکھنے کا حکم نہیں دیا؟

(۴) کیا یہ ضروری ہے کہ ہر نبی اپنی امت کو حدیث کتب کے اپنی احادیث بھی کتابی شکل میں دہان کرانے؟

(۵) کیا یہ لازم ہے کہ ہر نبی صرف کتب حدیث کے احکام پیش کرے اور اس کے دوسرے واقعات و مطالب و مطلق احکام خود بیان نہ کرے جس کو ہم نبی کی اصطلاح میں حدیث رسول کہتے ہیں

(۶) کیا قوم کی ہدایت صرف کتب اللہ سے ہی ہوتی ہے یا بغیر بغیر کتب اللہ کے اور بھی تعالیٰ وحی سے (جس کو امام یا اللہ یا وحی کہتے ہیں) ہدایت کرتا ہے ؟

(۷) کیا اختلاف املائیث جو ظاہری طور پر کسی حدیث میں نظر آتا ہو یہ مانع ہے قبول حدیث ہے ؟

(۸) کیا یہ سبب روایت حدیث کہ نقل صحیح ہے، نقل ضعیف ہے، یا نقل جرح ہے یا نقل میں

تصحیح ہے یا نقل کا سبب تھا یا نقل کو نہیں تھا وغیرہ ذلک یہ املائیث کے رد کی وجہ سے ہے

(۹) کیا وہی امر ماضی جو املائیث پر وارد ہوتے ہیں خواہ کوئی بھی اور کیا بھی ہو وہی امر ماضی اگر

قرن مجید پر منکر قرن پیش کرے یا آپ کا عصم بطور اہرام پیش کرے تو قرن پاک کو رد کیا

جائے گا ؟

(۱۰) کیا جس مجموعہ مسئلہ کا آپ نے ذکر کیا ہے کہ قرن مجید کو کتب کل میں حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے پیش کیا تھا۔ یہ موجودہ قرن دہی ہے ؟

(۱۱) کیا جو حضرت عثمان غنی نے قرن مجید کے تمام نسخے جلا دیے تھے صرف ایک رکھا تھا کیا

یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسئلہ اور کتب کل میں صحابہ کو دیا تھا یا جو جلا دیے گئے

تھے ان میں سے کوئی تھا یا وہ کل نسخے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف زبانوں اور

مختلف لغات میں صحابہ کو دیئے تھے۔ آخر وہ کیوں جلا دیئے گئے اور کیوں ایک نسخہ رکھا گیا اور

وہ کل ہی لغت و زبان صحیحہ کی بناء پر راجع الوقت قرار دیا گیا ہے ؟

(۱۲) پھر اس کا کیا ثبوت کہ موجودہ قرن پاک یہ دہی ہے اور ہو جو دہی ہے جس کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کے سامنے بطور تلاوت پیش کیا تھا یا جبریل نے حضور پر

اس کو پیش کیا تھا ؟

جب تک ان بارہ سوالات کا مفصل جواب نہ دیا جائے گا اس وقت تک آپ کے سوالات

کامل نہیں ہوگا۔

میں چھین اور وثوق سے کہوں گا کہ میری تحقیق اگر آپ کو دنگے تو پھر ہر ایک حدیث یا مجموعہ

احادیث یا مطلق احادیث کے دینی حصہ ہونے کا ثبوت قرآن ہی سے پیش کر دیا گیا۔ و ما توفیقی الا باللہ۔

مختاب مولانا محمد یوسف صاحب صدر جمعیت اہل حدیث کراچی

اس کا جواب ملاحظہ فرمنا عوامی صاحب لے دیا جو ذیل ہے۔

مطلوع اسلام نے روایت پر متون سے حدیثوں کے متعلق ایک سوال کیا تھا جس کے جواب میں مولانا محمد یوسف صاحب صدر جمعیت اہل حدیث کراچی نے اسلئے بارہ سوالات طوع اسلام ہی سے کر دیئے اور اصل سوال کے جواب کو ان بارہ سوالوں کے جوابات پر موقوف رکھا۔ مولانا محمد یوسف صاحب نے سوال کی صورت میں کچھ غلطے قرآن مجید پر بھی کر دیئے ہیں۔ اس لئے ان کے سوالوں کا جواب میں کیوں دوں۔ یا عذر پر دیں کیوں دیں؟ ولیدینا کتبہ ینطلق۔ اس لئے خود قرآن میں ہی سے پھانسا پانچنے کہ مولانا محمد یوسف کے سوالوں کے جوابات کیا کیا ہیں؟ میں نے دریافت کیا تو مجھے حسب ذیل جوابات ملے۔ سوالوں کے نمبروں کے مطابق جوابات آتھیں پر نمبر لگا دیئے ہیں۔ سوال و جواب کے نمبر لکھ کر ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا محمد یوسف صاحب کے تین سوالات جو (۱) و (۲) و (۳) پر مشتمل ہیں وہ ان کے ایک سوال کی تین شاخیں ہیں۔ اصل سوال دو حقیقت ایک ہی ہے۔ اس لئے ان تینوں نمبروں کا ایک ہی جواب قرآن میں لے پٹے ہی سے رکھا ہے۔ وہی قرآنی جواب میں ان تینوں نمبروں کے متعلق پیش کر دیا ہوں۔

(۱) پہلا سوال : مولانا محمد یوسف پوچھتے ہیں ۱۰ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم دین کا ایک حصہ یا جزو دین آپ کے نزدیک کیوں نہیں تسلیم کیا جاتا؟
(۱) کیا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث کا مجموعہ کتابی شکل میں قوم کے حوالے نہیں کیا؟ (قرآنی جواب) ہاں۔

(۲) کیا اس لئے کہ صحابہ کرام کو حقہ کرنے کا حکم نہیں دیا؟ (قرآنی جواب) ہاں۔

(۳) کیا اس لئے کہ کسی کو حدیث کے لکھنے کا حکم نہیں دیا؟ (قرآنی جواب) ہاں۔

ان تینوں سوالوں کے جوابات میں جو تیس "ہیں" لکھی گئیں اور ان کو قرآنی جواب قرار دیا گیا یہ کن آیات قرآنیہ سے مستنبط ہیں؟ اب وہ آیتیں ملاحظہ فرمائیے۔

﴿ مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ﴾

{ جو کچھ تمہیں رسول نے دیا ہے وہ لے لو اور جس سے تمہیں باز رکھا ہے اس سے باز رہو }

یہ آیت میں غیبت کی تقسیم سے متعلق اتنی تھی۔ مگر محدثین و علمائے دین اس کے مورد کو خاص لیتے ہیں حکم کو عام قرار دیتے ہیں کہ یہی اصول ہے اس لئے "مَا آتَاكُمُ" جو کچھ تمہیں رسول نے دیا۔ میں حدیث کو بھی وہ داخل سمجھتے ہیں اور اسی آیت سے حدیث کا واجب القبول ہونا ثابت کرتے ہیں۔ چنانچہ امام شافعی کا منہارہ مشہور ہے کہ انہوں نے اپنے قصم پر اسی آیت سے حدیث کا واجب الاتباع ہونا ثابت کیا تھا۔ دلائل اطمینان۔ مورد خاص ہو جب بھی حکم عام رہتا ہے مجھ کو اس اصول سے اختلاف نہیں مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس آیت سے حدیث کے متعلق کیا حکم نکلتا ہے۔ حدیثیں مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ میں داخل ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثیں است کو دی ہیں یا مَا نَهَاكُمْ میں داخل ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے است کو باز رکھا تھا؟

مولانا محمد یوسف صاحب کے تینوں سوالات ہی سے ظاہر ہے کہ

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیثوں کا کوئی مجموعہ کتاب شکل میں است کے حوالے نہیں فرمایا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہوں کو احادیث کے حفظ کرنے کا حکم نہیں دیا

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی است کو حدیثوں کے نگینے کا حکم نہیں دیا اس لئے

مولانا کے سوالات ہی بطور ہے ہیں کہ احادیث مَا نَهَاكُمْ میں داخل ہیں کسی طرح بھی مَا آتَاكُمُ میں داخل نہیں ہو سکتیں۔

مولانا محمد یوسف صاحب اس حدیث کو جلتے اور ملتے ہیں گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

سلم نے صحابہ کو حدیثیں نگینے سے منع فرمایا تھا اور حکم دیا تھا کہ جس نے کچھ حدیثیں لکھی ہوں وہ بن کو

مکو کر دے مثلاً لا تکتبوا عنی سوائے القرآن و لکن حدیث سے ہر طالب العلم واقف ہے اس ممانعت سے دو باتیں نکل رہی ہیں۔

(۱) کچھ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حدیثیں لکھنا شروع کر دی تھیں۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی دینی و امر دینی اپنی طرف سے اپنے جی سے نہیں فرماتے

تھے یقیناً کوئی آیت اس کے بارے میں اتنی جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حدیثیں لکھنے سے منع فرمایا۔

قرآنی آیات میں تردید کرنے سے کون سی دینی گتھی ہے جو سلجھ نہیں جاتی۔ سورہ یونس کے چھ رکوع میں دیکھئے یہ دو آیتیں آپ کو ملیں گی۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ

وَشَفَاءٌ لِمَنْ أَلْمَنَ بِالْإِثْمِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب سے ایک موعظہ اور سینوں کی بہادریاں کے لئے ایک

توفیق اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور عذاب کی ہے کہ وہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے

ایہ ہوسے (تو پہنچے کہ لوگ اس کتاب اللہ قرآن نکل بدولت خوشیاں منائیں دھن چڑھوں سے بہتر ہے۔ جن کو

لوگ جمع کر رہے ہیں۔

یہاں سوال یہ ہے کہ وہ لوگ کیا جمع کر رہے تھے جن کے پاس قرآن آیا تھا؟ اس آیت کے

الفاظ پر غور فرمائیے۔ قرآن کو موعظت و شفاء لکن اللہ و ہدایت اور رحمت فرمایا گیا ہے یعنی یہ سب باتیں

قرآن میں بدرجہ اتم موجود ہیں تو چھینا جو لوگ جمع کر رہے تھے وہ مال و دولت نہیں جمع کر رہے تھے بلکہ

سائن موعظت و شفاء ہدایت و رحمت ہی جمع کر رہے تھے اور وہ کوئی چیز قرآن کے علاوہ ہو سکتی ہے

جس کو وہ اپنے لئے سائن موعظت و شفاء ہدایت و رحمت بطور خود سمجھ سکتے تھے۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہی ہو سکتی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں یعنی حدیثیں جو کچھ لوگ

بطور خود جمع کر رہے تھے تو انہیں اپنے لئے موعظت و فتاویٰ و ہدایت و رحمت ہی کچھ کر جمع کر رہے تھے۔
 ان لوگوں کو فرمایا گیا کہ تم کیا بطور خود جمع کر رہے ہو تمہارے پاس تو موعظت و فتاویٰ و ہدایت و رحمت
 تمہارے رب کے پاس سے قرآن کی شکل میں آبی چکی ہے جو اس سے کہیں بہتر ہے جس کو تم بطور
 خود جمع کر رہے ہو۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد صحابہ
 کو منع فرمایا کہ مجھ سے سن کر قرآن کے سوا بطور خود اور کچھ نہ لکھو اور جس نے کچھ لکھ رکھا ہو اس کو وہ
 ٹھوکر دے مٹا دے۔

اگر کوئی شخص ملیبجمعون سے مل و دولت کا جمع کرنا مراد لے، غلاف سیاق عبارت تو
 کوئی صاحب عقل ملیم مفسرین کی اس بے جوہر تفسیر کا پابند نہیں ہو سکتا۔
 طرل یہ آیت بھی بتا رہی ہے اور صاف بتا رہی ہے کہ حدیثیں مانہکمہ صنف میں
 داخل ہیں۔ ما انکمہ الرسول میں کبھی داخل نہیں ہو سکتیں۔

اور پھر لا تشبوا لصنی سوای القرآن دلی حدیث تو حدیث کے مانہکمہ
 صنف میں داخل ہونے کے لئے سند قطعی ہے۔ خصوصاً اہل حدیث اور تمام روایات پرستوں کے لئے

سوال (۴) اور اس کا قرآنی جواب

سوال از مولانا محمد یوسف صاحب کیا یہ ضروری ہے کہ ہر نبی اپنی
 امت کو علاوہ کتاب کے اپنی احادیث بھی کتبلی شکل میں ملان کرے؟
 ۱۔ جو لوگ حدیث کو جزو دین و حصہ دین و حجت فی الدین نہیں مانتے ان کے سامنے صرف
 کوئی حدیث، کوئی روایت پیش کر کے ان سے منوایا نہیں جاسکتا مگر جن کے نزدیک جس طرح قرآن مجید
 واجب الاتباع ہیں اور صحاح نہ خصوصاً صحیحین کی حدیثیں قرآن کے ساتھ ”مطہ معہ“ بن کر منجانب اللہ
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری تھیں ان کے لئے تو کم سے کم صحاح کی ہر حدیث واجب الاتباع و واجب
 الاتباع ہے۔ اس لئے ہم اگر کوئی حدیث پیش کریں تو اللہ حدیث کے ہر فرد پر اس کا اتنا واجب ہے۔ مگر
 وہ ہمارے سامنے صرف کوئی حدیث نہیں پیش کر سکتے۔ جب تک اس کی تائید میں کوئی قرآنی آیت بھی

پیش نہ فرمائیں۔ کتابی شکل میں مدین کر لے ۹۹

(قرآن مبین کا جواب)

كلن الناس امة واحدة. فبعث الله النبيين مبشرين و منذرين
وانزل معهم الكتب ليحكمه بين الناس فيما اختلفوا فيه (۳)

لوگ پہلے ایک ہی امت تھے (پھر اختلاف میں پھر فرستے فرستے ہو گئے) تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء
علیہم السلام کے بھیجے کا سلسلہ شروع کیا جو قرآن و احادیث کو خوشخبری دینے والے ہوں اور نافرمانوں
کو ڈرا ہونے اور ان کے ساتھ کتب لکھی جو لوگوں میں ان کے دینی اختلافات کا فیصلہ کر دیا کرے۔

یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کو بلائیت دینے کے لئے اور ڈرالے کے
لئے بھیجا اور جو کتب ان کے ساتھ بھیجی وہی کتب لوگوں کے دینی اختلافات کا فیصلہ کرتی ہے۔ نبی کی
تبشیر و حد پر وہ کہے سب کچھ اس کتاب ہی سے ہوگی کتب سے باہر وہ دین میں کچھ بھی بول نہیں سکتے۔
امام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم ہوا کہ قل الله شهيد بيني و بينكم
ولوحى الي هذا القرآن لاتذكركم به و من بلغ (اگر دواے رسول ہے کہ اللہ میرے اور
تمہارے درمیان گواہ ہے اور میری طرف ہی قرآن وحی کی گئی ہے تاکہ میں اس کے ذریعہ تمہیں بھی (نتیجہ
نافرمانی سے) ڈراؤں اور جس کے پاس یہ قرآن نکل جائے (اس کو بھی) ۔۔۔ اور فرمایا گیا
وذكر بالقرآن من يخاف وعيد (اور جو شخص میری دھمکی کا ڈر رکھتا ہے اس کو اس قرآن
کے مطابق نصیحت و موعظت کرو)

حدیث کا تو کہیں ذکر ہی نہیں۔ کیا کسی نبی کو کتب ناقص ملی تھی جس کی تکمیل انہوں نے
اپنی حدیثوں سے کی؟ اگر کسی نبی کو ناقص کتب ملی ہوگی بعد اس کا دین تبشیر اس کی حدیثوں کے صرف
کتب اللہ سے مکمل نہ ہوگا تو بیشک اس کا فرض ہوا ہوگا کہ اس نے کتب اللہ کے ساتھ اپنی حدیثیں
بھی مدون کر کے اپنی امت کو دی ہوں گی۔ بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ایسی کامل و مکمل کتب
ملی ہے جس کو تبيان الكل شئى "دین کی ہر بات کا واضح بیان" (کہا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ
ما فرطنا في الكتاب من شئى) (میں نے اس کتاب میں کوئی شئ نہیں چھوڑی ہے۔"

میں نے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی کیا ضرورت تھی کہ آپ کتب اللہ میں اپنی حدیثوں کا بیوند لگاتے۔ آپ نے صحابہ کو حدیثیں لکھنے سے منع فرمایا۔ جن لوگوں نے لکھ لکھ کر کچھ جمع کیا تھا آپ نے اس کے ٹکڑے کر دیئے مٹا دیئے کا حکم دیا۔ آپ کا یہ فرض کیونکر ہو سکتا تھا کہ آپ اپنی حدیثیں خود مدون کر کے کتب صورت میں اپنی امت کو دے جاتے؟ یہ تو آپ کے لئے جائز بھی نہ تھا۔ آپ کا فرض کہاں تک ہوتا۔

سوال (۵) اور اس کا قرآنی جواب

(مولانا یوسف صاحب کا سوال) کیا یہ لازم ہے کہ ہر نبی صرف کتب اللہ ہی کے احکام پیش کرے اور اس کے رسوم و تقاسیر و مطالب و مطلق احکام خود بیان نہ کرے جن کو ہم آج اصطلاح میں حدیث و رسول کہتے ہیں؟

(جواب از قرآن مجید) اس کا جواب کچھ تو (۴) کی پیش کردہ آیتوں کے ضمن میں ہو چکا اور لکھتے:

اننا نزلنا التورۃ فیہا ہدیٰ ونور یحکمہ

بہا النبیون الذین اسلموا۔ (۱)

میں نے تورات الہی جس میں ہدایت اور نور ہے جس کے مطابق اسلام

پر چلنے والے بنی لوگوں کے حکمرانوں کا فیصلہ کرتا ہے۔

لہذا ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ تو م لوگوں سے کہہ دو کہ ان اجمع الاما یوحی الی میں تو صرف اسی کا اتباع کرتا ہوں جو کچھ میری طرف وحی کیا گیا ہے اور وہی کون سی چیز کی گئی ہے؟ (۴) میں آیت لکھی جا چکی ہے کہ لوحی الی ہذا القرآن میری (۱) طرف ہی قرآن وحی کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا آیات سے پوری طرح واضح ہے کہ اگلے انبیاء و سرسلین علیہم السلام بھی صرف اپنی کتب اللہ ہی کے متبع تھے اور اسی کے مطابق تبخیر تدریج و تذکرہ فرماتے تھے اور ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی دین کی ہر بات میں اور سارے مومنہ خدمات میں صرف قرآن مجید ہی کے

پابند تھے۔

اب میں مولانا یوسف کے اس سوال (د) کا تجزیہ کر کے ہر جز کا جواب جو آیات مذکورہ بالا سے مستنبط ہے مرحل کرتا ہوں

سوال (۵) کا پہلا ٹکڑا، کیا یہ ضروری ہے کہ ہر نبی صرف کتاب اللہ ہی کے احکام پیش کرے؟

جواب، ہاں۔ کتاب اللہ سے باہر احکام غیر اللہ ہی کے ہوں گے اور انبیاء علیہم السلام غیر اللہ کے احکام کی تبلیغ و تعلیم نہیں کر سکتے۔

سوال (۵) کے دوسرا ٹکڑا، اور اس کتاب اللہ کے رموز و تفسیر و مطالب و مطلق احکام خود بیان نہ کرے؟

جواب، رموز و تفسیر و مطالب تو قرآن سے باہر نہیں ہو سکتے جو باہم قرآن ہی سے مستنبط ہوں اور قرآن سے باہر نہیں کی جاسکیں مگر رموز و تفسیر و مطالب بیان کرنے میں نئے نئے احکام اور نئے نئے حلال و حرام کو قرآن سے کوئی تعلق نہیں کہیں سے آجانیں گے؟

ہاں رہے، مطلق احکام۔ تو قرآن میں کوئی حکم، مطلق، نہیں ہے۔ البتہ آپ جیسے علماء اور آپ کے اور مائے سلف نے پورے قرآن ہی کو مطلق بنا کر رکھ دیا ہے۔ اگر ہر آیت اور ہر حکم کے مطلق مختلف و متضاد و تفسیری روایتیں ملتی و ملتی جیسے وصا میں و کلام میں سے ابن جریر جیسے شیعہ مفسر روایت نہ کرتے جن کے بارے میں حافظ سلیمان کا قول ہے کہ کان یضع لہم واحدا یعنی ابن جریر را فضیلت کی حمایت میں حدیثیں گھڑا کرتے تھے تو احکام قرآنی میں کبھی انفاق پیدا نہ ہوتا اور یہ معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مبارک میں نہ سنی نہ کلمی اور ان کے ہم مشرب را وہی تفسیر پیدا ہوتے تھے نہ ابن جریر وغیرہ قولہ ہوتے تھے اور نہ یہ مختلف و متضاد تفسیری حدیثیں گھڑی گئی تھیں اس لئے اس وقت قرآن احکام میں کوئی انفاق تھا ہی نہیں جس کے دور کرنے کی ضرورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئی۔ قرآن اپنی مجوزہ وضاحت و بلاغت کے ساتھ باللسان عربی صبیح اترتا تھا اور رسول و صحابہ کی مادری زبان میں اترتا تھا۔ جس کی ہر آیت و ہر

صحابی بطور خود جہد ضرورت سمجھ لیا تھا بجا آوری احکام میں ہر صحابی سنت نبوی کا اتباع تھا یعنی جس طریقے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس حکم کو انجام دیتے تھے تمام صحابہ بالکل اسی طرح انجام دیتے تھے اور اسی کا نام سنت ہے اسی کو قرآن میں نے امۃ حسنة فرمایا ہے مگر اس کو حدیثوں نے عشاق کیوں گرم کر دیا کہ طرح ایسا کھودیا کہ ان کا تعامل ہی امت میں ایک طریقے پر بہت روایتیں ہی یک طرح کی ملتی ہیں ہر سنت کے متعلق مختلف و متضاد حدیثیں اس قدر ہیں کہ سنت صحیحہ ثابت کھینچ لگانا محال نہیں تو دھواڑ ضرور ہے۔ اور یہ پتا لگانا بھی روایت پرستوں کا کام نہیں بلکہ جیسے قرآن میں کے کال اور کھل ملنے والوں ہی سے ہو سکتا ہے۔

کون نہیں سمجھ سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری نماز جماعت صبح کی امت فرماتے ہوئے جس طرح پڑھی تھی اس جماعت کے ہر صحابی نے بھی بالکل اسی طرح پڑھی تھی جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تھی اور اس نماز جماعت کے بعد جب آپ کے حکم سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جماعت صحابہ کی امامت کی تو بالکل اسی طرح نماز پڑھائی تھی اور پھر تادمگ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بالکل اسی طرح نماز پڑھتے رہے آپ کے بعد حضرت فاروق عظیم رضی اللہ عنہ نے بھی بالکل اسی طرح نماز پڑھی اور پڑھائیں۔ پھر حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے بھی بالکل اسی طرح نماز پڑھی اور پڑھائیں۔ پھر جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی بالکل اسی طرح نماز پڑھی اور پڑھائیں۔ ان میں سے کسی ایک کی بھی مجال نہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آخری نماز سے کسی بات میں ڈرنا یا بھی اختلاف کرنا کسی صحابی کی مجال تھی۔ اگر ایک شخص بھی کسی رکن کسی بات میں ڈرنا یا بھی اختلاف رسول عظیم کی آخری نماز سے کرنا تو کوئی صحابی اس کے پیچھے کبھی نماز نہ پڑھا اس لئے نماز کا طریقہ مسنون بلکہ مفروضہ تو وہی تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نماز کا طریقہ تھا اور جو خلفائے راشدین کا طریقہ مطابق طریقہ نبویہ تھا۔

اگر صحابہ اہل بیت نبویہ کے لئے ہوتیں تو حدیثوں میں وہی ایک طریقہ نماز مذکور ہوتا اور ساری امت اسی ایک طریقہ سے نماز پڑھتی مگر کیا حدیثوں سے کوئی شخص بھی اس طریقہ مسنونہ کا پتا لگا سکتا ہے جو آخری طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا تھا ؟

محدثین نے تنی مختلف و متضاد حدیثیں اپنے دفاتر میں بھردیں کہ بعد ازاں نے حدیث کے مطابق مختلف نثریں تصنیف کر ڈالیں۔ سچ منکرین حدیث پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ قرآن ماسے رکھ کر اپنی ہی کجی کے مطابق نیا دین تصنیف کر رہے ہیں مگر یہی کام محدثیں اور ان کے شیخ فقہانے کیا تھا کہ مختلف و متضاد حدیثوں کو سامنے رکھ کر ہر فقہیہ مجتہد نے ایک یا دین تصنیف کر ڈالا اس کے بعد فہم الذین او تو الکتب من بعد ہم لمی مشک منہ مرید کے مطابق بعد و اس کو اس کلہنگی گانا ملت دشوار ہو گیا کہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ال کے خلعے۔ شدید کا طریقہ مزد و طریقہ اسے زکوٰۃ و طریقہ صوم و طریقہ حج کیا تھا اور فصل خصوصیات وہ کس طرح دراستے تھے ؟ تو جو متضاد و مخالف حدیثیں ست صحیحہ ثابت کو ضائع اور برباد کر لے کے نئے گھڑی گئیں اور محدثیں نے نادانستہ یا دانستہ ہر طرح کی مطلب و یا اس دو متضاد کو جمع کر کے رکھ دیا اور جب اللہ تعالیٰ سمجھو جاسمین احادیث کو انہیں۔ وہ سل سمجھو اور راویوں کو جبرائیل امین۔

وَاقِنُ

گر میں مکتبہ ستادیں ملا
کل ملت تمام خواہ شد

سوال ۵: کا آخری ٹکڑا۔ جس کو ام آج کی اصطلاح میں حدیث رسول کہتے ہیں۔

جواب۔ حدیث رسول ہی میں بلکہ اس کو قرآن کے ساتھ مثلہ معہ مسر من اللہ اور وحی مطہراتے ہیں۔ حالانکہ آپ جلتے ہیں کہ مثلہ معہ والی حدیث موضوع و مذکور صحیح کی کس کتاب میں نہیں ہے آپ جلتے ہیں کہ اگر یہ حدیث بھی وحی منزل من اللہ ہوئی تو یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلک تلک بعض مایوحی الیک، ۔ تو شاید تم بعض باتیں جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہیں ان کو چھوڑ دینے والے ہو۔ کے نزول کے بعد کبھی من حدیثوں کو بالکل چھوڑ دیتے بلکہ جس طرح قرآن مجید لکھو رہے تھے حدیثیں بھی لکھو اے۔ یہ سمجھ رہے حدیثیں اس سے میں لکھو میں کہ قرآن کے ساتھ مخلوط نہ ہو جلتے اور وحی مخلوط غیر مخلوط کا فرق باقی رہے بعض یہ کہ فریب ہے آپ لکھے والوں کی دو جماعتیں ایک ایک متصن فرمادیتے ایک جماعت صرف قرآن لکھتی اور دوسری جماعت صرف حدیثیں۔ قرآن۔ کہ بارے میں آپ فرمادیتے کہ وحی مخلوط ہے مانوں میں ان کے

قرآن کا حکم ہے اور حدیث کے بارے میں آپ فرمادیتے یہ وحی خبر مطلوبہ اس کا پڑھنا ساراں میں جائز نہیں۔ اسی طرح دونوں کے ہم مخلوط ہونے کا خطرہ منہ جلتا آخر مختلف و متعدد چھوٹی بڑی ایک سو چودہ سو تیس تریس اور لکھے والے انکو کھتے رہے کیا ایک سورت کی جتنی دوسری سورت کی جتنی سے خط مدد کبھی ہو میں؟ جب ایک ہی مجموعے کی جتنی ہم خط ملتا رہے ہو میں تو وہ مجموعہ کی عبارتیں جن کے کاغذ بھی الگ الگ ہوتے کیوں ہم مخلوط ہو جائیں۔

آپ لوگوں نے تو ہر قول منسوب بدوئل صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیث رسوں و واجب الاتباع مثل قرآن مجید مان لیا ہے وما انفعل اللہ بہامن مسلطن۔ آپ لوگ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ اس کا راوی حوالہ امر بنی ہما شیطاں نبیث ہے یا سخیل بن ابیہ جیسا کہ کتاب دو صریح آپ صریح یہ دیکھتے ہیں کہ امام بخاری کی کتاب میں یہ حدیث ہے اور جب صحیح بخاری میں ہے تو آپ کے نزدیک اس کا قول رسوں ہونا قطعی و یقینی ہے اور امام بخاری سے صحابی مروی حد تک کے درمیان جتنے نام آتے ہیں وہ سب فرشتے تھے جن میں ہر ایک بجائے خود ایک جبرئیل تھا جس طرح کا میل روایت پر متول ہی کو مذکور ہو ہم لوگ تو ہر حدیث منسوب رسوں کو حدیث علی کتب اللہ حکم ہوی کے مطابق قرآن مجید کے سامنے پیش کرتے ہیں اور ہما واقعہ ہا قبلوہ وما خالفقہ ہر دوہ ارشاد ہوی کے موافق جو حدیث قرآن مجید کے خلاف پاتے ہیں اس کو رد کر دیتے ہیں کیونکہ وہ اصل حدیث رسول ہی نہیں ہے جو بات حدیث رسول نہ ہو اس کو حدیث رسوں کہ در حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جموٹ بہتان باندھنا ہے اور من کذب علی من عند اللہ ہتوہ مقعدہ من النار (حضرت نے فرمایا کہ جو مجھ پر جموٹ بہت لگائے جان بومو کے وہ اپنی جگہ دوزخ میں فہرہ کرے گا) اس حدیث کا اپنے کو مصداق بنانا ہے جس لئے کہ جو بات قرآن مجید کے خلاف ہے وہ کبھی قول رسول نہیں ہو سکتی یہ جلتے ہوئے بھی ایسی حدیثوں کو جو قرآن کے خلاف ہیں حدیث رسول کہے جانا اللہ ان کو قرآن کی طرح واجب الاتباع مانا اور ان کو صحیح ثابت کرے کے لئے قرآنی آیات کا ادیل یا حجت کی کوشش کرنا جن جو کہ مخالف قرآن جموں بات کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگنا ہے۔

چھٹا سوال اور اسی کا قرآنی حوالہ۔

بمولانا یوسف کا سوال ۶، کیا قوم کی ہدایت صرف کتب اللہ ہی سے ہوتی ہے

؟ یا غیر بنیہ کتب اللہ کے اور بھی خدائی وحی سے (جس کو الہام یا اہتمام یا وحی کہتے ہیں) ہدایت کرتا ہے ؟
 (جواب از قرآن میں) اس کا جواب ۲ وہ کے ضمن میں قرآنی آیات کے ساتھ ذکر ہو چکا

لَوْلَمْ يَكْفِ اِنَّا اَنزَلْنَا لَكَ الْكِتَابَ وَتِلْكَ اٰيَاتُ عَلِيمٍ

کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے تمہاری طرف سے کتب

کو تمہارے لئے بھیج دیا ہے۔

کیا مولانا محمد یوسف صاحب جانتے ہیں کہ کوئی وہ ہدایت ہے جس سے قرآن مبین خالی ہے اور رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الہام یا اہتمام یا غیر قرآنی وحی کے ذریعہ حاصل ہوتی ؟ اگر کسی حدیث صحیح میں
 واقعی ہدایت کی کوئی بات ہے تو یقیناً اس کا اظہار قرآن مبین ہی ہے وہ ہدایت ہرگز قرآن سے باہر نہیں
 ۔ اور اگر وہ بات قرآن مبین سے مستنبط نہیں تو وہ ہدایت کی بات ہی نہیں ہے یقیناً گمراہی و ضلالت
 ہے ۔ جو قرآن شیطانی کی وجہ سے ہدایت معلوم ہوتی ہے اور وہ حدیث یقیناً موضوع اور رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم پر منحصر و مبہن ہے ۔

جو قرآن تَبَيَّنَا لَكَ كُلُّ شَيْءٍ اِذَا هُوَ يَسِّرُ دِينَكَ بِهَرِّ بَاتٍ بَيِّنٍ كَرَدِيْعٍ هِيَ كَيْفِيَّةُ مَازِلٍ كَرِيْحٍ

ہو اس سے اگر کوئی ہدایت کی بات چھوٹ گئی تو وہ تبیاناً لکھل مشنی کمال ۲۷ اور
 مافرد طوائف الکتاب من مشنی ہم نے اس کتب میں کوئی کی نہیں چھوڑی ہے یہ دعویٰ
 کمال صحیح نمبر ۶ اس لئے ناممکن ہے کہ الہام و اہتمام وغیرہ سے ہدایت کی کوئی ایسی بات رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کو پہنچی ہو جو قرآن سے بالکل باہر ہو اور اگر ایسی کوئی حدیث ہو تو وہ یقیناً کسی لحدک
 من گھڑت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھا ہوا بہتان اور افسوس ہے اور جو بات اس حدیث میں
 بیان کی گئی ہے وہ ہرگز ہدایت کی بات نہیں ۔

سماتوں سوال اور اس کا قرآنی جواب۔

ہولانا یوسف کا سوال ہے کیا اختلاف احادیث جو ظاہری طور پر کسی حدیث میں نظر آتا ہو۔
 یہ ملح ہے قبول حدیث ہے ۔

ولو كل من عنده الا له لو حصونيه اختلاف كثير

اگر یہ ممکن تھے کہ ہر کسی کی طرف سے بن کر آیا

ہو تو اس میں لوگ ضرور ہست اختلاف پاتے

اس لئے حدیث کے باہمی اختلاف بیشک اس کی دلیل ہیں کہ یہ منہاجت اللہ وحی نہیں ہیں۔
 حدیث کے اختلاف کا کیا پہلچا ہے کونسا امام دینی مسئلہ ہے جس میں مختلف در متضاد حدیثیں نہ
 ہوں۔ روایت پر متعل کو سادے اختلافات محض ظاہری معلوم ہوتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے
 سب متفق متعلق ہیں حالانکہ اختلاف و اختلافی باتیں نہیں جن کا فرق معلوم نہ ہو مگر حقیقت مندوں کو
 دونوں چیزیں ایک ہی معلوم ہوتی ہیں۔

جو دست اعلیٰ تقویٰ میں گیا سامع تو سنے ساقی

حقیقت کی نظر میں انگلیں معلوم ہوتی ہے

اس کا یہ سوال بعد اس معاملے کی پیش بندی ہے جو آپ احمد پیش کر دینگے کہ اگر اختلافات کی وجہ
 سے حدیثیں قابل رد ہیں تو قرآن میں بھی معنی اختلاف بست کافی ہیں جیسا کہ تفسیروں سے ظاہر ہے
 اور لفظی اختلاف بھی کم نہیں جیسا کہ اختلاف قرأت سے نمایاں ہے اس لئے خلاف کی وجہ سے قرآن
 کو بھی رد کر لیجئے۔ تو یہ معاملہ صحیح نہیں کیونکہ معنی اختلافات جو مفسرین اور قصصے نے یہاں کئے
 ہیں ان اختلافات کا انداز قرآن مبین نہیں ہے بلکہ فرقہ بند مفسرین و فقہاء خود ہیں ہر مفسر در ہر تفسیر
 نے سہل لڑ کے مسلک کے مطابق کچھ تن کی ہے سادے معنی اختلافات کی انداز مفسرین و
 لکھ کہ فرقہ بندی پر ہے۔ قرآن مبین میں کوئی اختلاف نہیں۔

اس طرح اختلاف قرأت ایرانی و کوئی متاخرین کا محض افرا ہے قرأت متواترہ کے خلاف

ساری روایتیں دوسری قراءتوں کی موضوع و کذب ہیں۔ قرأت متواترہ جو ساری دینا میں شروع ہے اس کے سوا جو اور چھ قراءتوں کو متواتر کہا جاتا ہے ان میں سے کسی ایک کو متواتر ثابت کر کے کوئی دکھائے تو میں جائز علی غلہ تعلو لولین تعلو فانتقوا اللہ لانتی و قودھا لاس والحدجارة لانت الکفرین ۝ تو اگر تم نہ کر سکو اور کہی نہ کر سکو گے تو پھر اس آگ سے جس کے اندر من آئی اور پھر اس کے جو کافروں کے لئے میل کی گئی ہے۔

سوال ۸ اور اس کا قرآنی جواب۔

مولانا یوسف کا سوال ۸ : کیا یہ سب روایت حدیث کی فلاں صحیح فلاں ضعیف فلاں جرح ہی فلاں میں شیعہ ہے یا فلاں کا ادب تھا یا فلاں کو نہیں تھا و میرہ ذلک یہ احادیث کے روکی وجہ ہے ؟

(سوال ۸ کا قرآنی جواب)

یا ایہا الدین امولدا جاءکم فاسق بمیاء فتیبوا ،

سے ایسے دلوں سے تباہی ہوئی ہے کہ کوئی غیر سے تو اس کی تعلق کرے

راوی احادیث میں اکثریت معتبر ہی لوگوں کی ہے جس کے بارہ میں ائمہ جرح و تعدیل کو کوئی بات قابل جرح معلوم ہو سکی تو، نہیں لے رہاں کی کتابوں میں لکھ دی نہیں معلوم ہوتی تو پھر۔

ہر کہ را جامہ پادسا بینی

پادساوان و نیک مردانگار

ہر عمل کر کے ثقہ اس کے مصنف لکھ دیا۔ اگر امام بھڑی و امام مسلم و امام مالک نے اس سے روایت لی ہے تو پھر ان ائمہ محدثین کا محرم رکھنے کے لئے ثقہ کے ساتھ حجة اور ثبوت بھی لگایا۔ جو حدیثیں ان راویوں سے مروی ہیں ان کی معنی و مصنف پر کبھی حجة نہیں کیا سر مال جن پر جرحیں مذکور ہیں اور اکثر محدثین کا یہ مستند اصول ہے اور اصول ہے اور عقل بھی جی جی کتنی ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے تو پھر مجددین کی روایتوں کی تکریم کرنی چاہیے فصیحوں کا ماحول شیعوں کی کتابیں ہی دیکھے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ سے کم اصول کافی ہی بغور مطالعہ کر لیا جائے جس کے یہی تھیہ و کتمان دین کا جزو عظم ہوا

ہذا کے ظاہری نہد و تقویٰ سے دھوکا کھانا کیسی سہلک غلطی ہے۔ تفسیری روایتوں کو سری و کبی نے جس طرح گھڑ گھڑ کر پھیلا دیا اور باوجود اس کے کہ سارے ائمہ رجال ابن دونوں کو کلاب لکھ رہے ہیں مگر تمام مفسرین ابن کی روایتوں پر امانت و صدقنا کے جلتے ہیں اور یہی حال تقریباً احادیث احکام کا ہے کہ ابن مکے روای بھی کہتے مدنی و کبی کے ہر رنگ ہی ہیں۔

اور حقیقت تو یہ ہے کہ جتنے لوگ زیادہ حدیث روایت کرنے والے ہیں عیسے لوگوں سے روایتیں کرتے ہیں جن سے صرف وہی روایت کرتے ہیں دوسرا روایت نہیں کرتا جو ایسی حدیث روایت کرتے ہیں جن کو ان کے سوا کوئی دوسرا روایت نہیں کرتا یہ سب مشتبہ اور مخدوش لوگ ہیں اگر آپ فرمائیں گے تو انشاء اللہ میں ایسے مفسرین احادیث کے اسماء گزشتہ لکھ کر پیش کر دوں گا۔ مولانا الحدیث ابونا حدیث کی کتابیں پڑھ لینا بلکہ پڑھاتے رہنا اور باتیں ہیں اور حدیث کی فن کا جاننے والے اور ہی پائے۔

نوہیں سوال کا قرآنس جواوب۔

مولانا ہوسف کا سوال ۹، کیا وہی امر احسن جو احادیث پر دہر دہرتے ہیں خواہ کوئی بھی اور کہیں بھی اور وہی امر اصل اگر قرآن مجید پر منکر قرآن پیکرے یا آپ کا خصم بطور الزام پیش کرے تو قرآن پاک کو نہ کیا کہے گا؟

سوال ۹ کا قرآنس جواوب۔

ان الذین یلحدون فی لیتنا لا یخفون علینا لایہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فانوا بمسورتہ من مشہ الیہ

اگر تم میں کوئی شک ہو اس کتاب کے بارے میں جسے ہم نے اپنے بندے

پر لایا ہے تو اس کے مثل یا ایک سو بار بھی سو بار کر پیش کرو

مولانا جو امر احسنات حدیث پر ہوتے ہیں ان میں کا ایک امر احسن بھی قرآن مجید پر وورد میں ہو سکتا ہے سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ حدیث پر آپ کے سامنے امر احسنات پیش کر رہے ہیں وہ ایمان و ایمان پیش کر رہے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ جو کچھ بول رہے ہیں اس کے متعلق قیامت کے دن

ان کو صلب دنا ہو گا مگر آپ قرآن مجید پر کوئی اعتراض بھی ایسا نہ دہانا نہیں کر سکتے۔ اگر کر سکتے ہیں تو کہتے مگر قیامت کی بات پر اس کا خیال رکھتے ہوئے

باقی رہے منکرین قرآن یا فیسے حضرات جو قرآن مجید میں تحریف ثابت کرتے رہتے ہیں چونکہ وہ اس قرآن کے معنوں میں اللہ پر ایمان نہیں رکھتے تو ان کے اعتراضات کی بنیاد آپ ہی کی حدیثوں پر ہو کرتی ہے ان کے جو اعتراضات صافہ فہم اور منافقین کو ذوق و مقام و عرق و میر کی من گھڑت رد و لغو کی بنیاد پر ہیں ان کا جواب تو روایت پرستی ہی کو پلایے۔ منکرین احادیث موضوعہ ان جھوٹی حدیثوں کو مستحق ہی کہہ رہے ہیں وہ صاف کہہ دیں گے کہ یہ حدیثیں منافقین کی من گھڑت ہیں ہم نہیں نہیں مانتے۔

اور جو عقلی اعتراضات وہ اپنی بے عقلی کی وجہ سے کہتے ہیں ان کے جوابات عقلی دلائل کاملہ سے دیئے جائیں گے اور جب عقلی اعتراضات ہونے ہیں ان کے عقلی جوابات ضرور دیئے گئے ہیں اور وہ ان عقلی جوابات سے ہتھ پٹتے گئے ہیں۔

فقہیہ ہے کہ جو اعتراضات حدیثوں پر ہیں ان میں کا ایک اعتراض بھی قرآن مجید پر در کر کے دیکھئے کیسے جانی جواب دیا ہے مگر اور اسوج کچھ کہ میری میں آتے ہیں گا۔

مسوال سوال اور اس کا قرآنی جواب۔

مولانا یوسف کا سوال ۱۰ کیا جس محمود مستند کا آپ نے ذکر کیا ہے کہ قرآن مجید کو کتب قبل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تھا یہ سورۃ قرآن وہی ہے ۹۔

مسوال ۱۰ کا قرآنی جواب۔

ذلک للکتب لاریب فیہ ۱۱

یہ کتب میں ہی کسی قسم کا شک نہیں۔

قل اللہ شہید بیسی و بینک و لوحی الی ہذا القرآن۔ (۱)

کہ وہ اسے رسول کہ اللہ میرے اللہ تبارک و تعالیٰ

گو ہے اللہ میری طرف ہی قرآن دی گیا ہے

قرآن مجید کا مجرمانہ تواتر جو محدث نبوی سے لیکر آج تک کتب طحاوتاً قراہاً تطبیحاً حفظاً برہم سے غیر منقطع تسلسل کے ساتھ ساری دنیا کے اسلام میں چلا رہا ہے وہی اس سوال کا منہ توڑ جواب دیے کے لئے کافی ہے مجھ کو کچھ لکھے کی ضرورت ہی نہیں۔

گیارہواں سوال نور اللہ کا قرآنی جواب۔

مولانا یوسف کا سوال ۱۱: کیا جو حضرت عثمان غنیؓ نے قرآن مجید کے تمام نسخے جلا دیئے تھے؟ صرف ایک رکھا تھا؟ کیا یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مستند اور کتابی شکل میں صحابہ کو دیا تھا یا جو جلا دیئے گئے تھے ان میں سے کوئی تھا یا وہ کل نسخے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف زبانوں اور مختلف لغات میں صحابہ کو دیتے تھے آخر وہ کیوں جلا دیئے گئے اور کیوں ایک نسخہ رکھا گیا اور وہ کونسی زبان و لغت صحیحہ کی بناء پر درج الوقت قرار دیا گیا تھا؟

(سوال ۱۱ کا قرآنی جواب)

لولا جاء واصلہ باربعۃ شہداء ج فاعلم یلتوا

بالشہداء فالولک صد اللہ ہم الکذوبون ۵

کیوں نہیں ہیں بتن پر پادگو خطے؟ تو بدمعاش

کو روئے تو ہی لوگ خطہ کے خدیک جھولے ہیں۔

کسی پر قسمت لگانا کسی پر بتن ہاتھ رکھنا نہیں ہے یہ زنا اور بدکاری کی قسمت سے زیادہ سخت اور سنگین قسمت ہے۔ جو حضرت عثمانؓ ڈونڈو دین و صلی اللہ علیہ وسلم پر لگائی گئی ہو کیا مولانا یوسف کم سے کم چار

صحابہ اور چار نامی اور چار اہل بیت یعنی ہر دور کے چار گواہ اس روایت مذبذبہ پر لاسکتے ہیں؟

میرے دوست مولانا یوسف صاحب نے اپنے اس گیدہویں سوال کے ضمن میں حسب

ذیل سوالات کئے ہیں۔

۱) حضرت عثمان غنیؓ نے قرآن مجید کے تمام نسخے جلا دیئے تھے؟

صرف ایک رکھا تھا؟

اس کا جواب ضرور ہم سے دے ہے تو ہم کہتے ہیں کہ میں ایسا کوئی واقعہ ہی نہیں ہوا تھا۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوئی نسخہ جلایا تھا۔ صرف ایک نسخہ لکھا تھا قرآن ہر صحابی کے گھر میں تھا سب کے سب قرآن دیکھ دیکھ کر پڑھتے تھے اور زبانی بھی پڑھتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیوں کسی نسخہ کو جلانے لگے اور اگر ایسا کرتے تو کیا کوئی صحابی بھی اس کو برداشت کر سکتا تھا؟

(ب) کیا یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسند اور کتابی شکل میں صحابہ کو دیا تھا؟

(ج) یا جو جلانے گئے تھے ان میں سے کوئی تھا؟

(د) یا وہ کس نسخے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف زبانوں اور مختلف لغات میں

صحابہ کو دیتے تھے؟

(ہ) آخر وہ کیوں جلادیتے گئے؟

(و) اور کیوں ایک نسخہ رکھا گیا؟

(ز) اور دونوں ہی لغت و زبان صحیح کی بنا پر رنج الوقت قرار دیا گیا؟

یہ (ب) سے لیکر (ز) تک چھ سوالات ہم جیسوں سے پوچھنا تو بالکل قاطع ہے جو لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعض نسخے قرآن کے واقعہ ہی کو محض جھوٹ بستن اور انفرجالتے اور ملتے ہیں ان سے یہ چھ سوالات کہنے جا سکتے نہ وہ ان کے جوابات کے ذمہ دار ہیں۔

ابنہ مولانا یوسف صاحب کو قلام ہے کہ یہ چھ سوالات بلکہ ساتوں سوالات امام بخاری سے

کریں یا ابن شہاب زہری سے جو تھا اس روایت کھدوہ کے راوی ہیں۔

اگر کسی صوفی سے کشف قبور کا طریقہ سکھ کر اور اس کی مشق بہم پہنچا کر میرے دوست

مولانا محمد یوسف صاحب امام بخاری اور ابن شہاب زہری کی قبروں پر جا کر مراقبہ بیٹھ جائیں تو نہایت

آسانی کے ساتھ دونوں سے یہ ساتوں سوالات کر سکتے ہیں بلکہ ایک انٹھوں سوال میری طرف سے بھی

کر کے اس کا جواب بھی پوچھیں کہ۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صرف ایک نسخہ قرآن رکھ کر باقی سب نسخوں کو

جلانے لگے تھے اس وقت کسی صحابی کے دل میں بھی حمایت قرآن کا جذبہ پیدا نہ ہوا تھا؟

کہتے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تودوا اللہ کعبہ کرکڑے ہو جائے کہ
ہم کتاب بخند کو کبھی جلائے نہ دیں گے پھر تمام مسئلہ کو کیا ہو گیا تھا کہ قرآن

کے سبز جلتے ہوئے چپ چاپ دیکھتے ہے اور حضرت عثمان کو اس کا بدستہ دکانک سہی؟

جب ان سوالوں کے جوابات امام بخاری و ابن شہاب زہری کی دو محل سے مل جائیں تو میں کو ازراہ کرم
اس رسالہ طبع اسلام میں بھی شائع فرما کر ہم لوگوں کو بھی مستقیم ہونے کا موقع دیں۔

وردہ ایک جھوٹی روایت کی بنیاد پر جو گردہ کن سوالات ہوں ان کے جوابات ان لوگوں سے
کیوں پوچھے جاتیں گے جو اس روایت ہی کو جھوٹی اور اس واقعہ ہی کو باطل غلط اور ناشدہ یقین کرتے ہیں

مولانا محمد یوسف صاحب کا ہلر بولوں

لور آخری سوال اور اس کا قرآنی جواب

مولانا محمد یوسف کا سوال ۱۲، پھر اس کا کیا ثبوت کہ موجودہ قرآن پاک یہ وہی ہے
اور ہو ہو وہی ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کے واسطے بطور تلاوت پیش کیا
تھا یا جبریل نے حضور پر اس کو پیش کیا تھا؟

(سوال ۱۲ کا قرآنی جواب)

نحن نزلنا الذکر و انالہ لحفظونہ ۱

ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

لایاتینہ الباطل من بین یدیه و لا من خلفہ تمیزیل من حکیم حمید

باطل نہ اس کے آگے سے نہ پیچھے اس کے پیچھے سے نہ نکلت

و حمد کے ہلکے کی طرف سے تری ہوئی کتاب ہے

یہ مذکورہ بالا دو آیتیں اس ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ موجودہ قرآن پاک جو موجودہ قرآن کے ساتھ تقریباً
پچھلے چودہ سو برس سے چلا رہا ہے اور ساری دنیا بے اسلام میں سرج ہے ہر مسلم گھر میں ہر سال
میں حمد نبوی سے لیکر آج تک موجود ہے اور موجود ہی وہی قرآن ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر اترا تھا جس کو آپ تلاوت فرماتے تھے اور تمام مسئلہ تلاوت کرتے تھے ہو ہو وہی ہے

و کفی باللہ شہیداً اللہ مجھ کو قہن ہے مولانا یوسف کا ایمین بھی اسی عقیدے پر ہے۔

میں نے بحودہ تعالیٰ و الفضل حروفِ ایل اپنے دوست جناب محترم مولانا محمد یوسف صاحب صدر جمعیتِ محدث کراچی کے بلادِ سوالات کے جوابات قرآن مجید کی آیتوں سے دیئے۔ امید ہے کہ مولانا تقصیب اور غلو سے کام نہ لیں گے اور ٹھٹھے دل سے بن جوابات پر غور فرمائیں گے۔

آخر میں یہ بھی عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ میں ان حدیث کو جو قرآن میں کے مطابق ہیں اور اسی وجہ سے اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صحیح ہو سکتی ہے قرآن مجید کی تفسیر سمجھتا ہوں اور ان کی دینی اہمیت پوری طرح جانتا اور جانتا ہوں میں خود قرآن کی تفسیر اپنی مجھ کے مطابق کروں مجھ کو اس کا حق ہو مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو قرآن مجید کی تفسیر و تعلیم ہی کے لئے مبعوث ہوئے ان کو قرآنی آیات کی تفسیر بیان فرمانے کا کوئی حق نہ تھا؟ کوئی صاحب عقل مسلم یہاں نہیں سمجھ سکتا مگر تفسیر کے حق قرآن کے سبق و سابق کے مطابق اصولِ ادب مرئی کے مطابق ہونا چاہیئے نہ کہ۔

”من جی می سراہمہ طہورہ من چہ پی سراہد“

کی مصداق ہو ۹ جب کوئی حدیث صحیح یعنی مطابق قرآن مجھے مل جاتی ہے تو اس سے سرباکی کر سمجھتا ہوں۔

لیکن نہ روایت حدیث کو جبریل امین سمجھتا ہوں نہ محدثین کو علیہ اس سنے میں صحاح ستہ یا بخاری و مسلم کا پرستہ نہیں ہوں۔ حدیثی افکار ان کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے اور نقدِ حدیث کی ایک حد تک صلاحیت بھی ان رجال کی کوئی گناہ ظاہر مجھ سے چھوٹی نہیں ہے۔ اس فن میں میری خود محدود تخصیصیں ہیں فرضِ حدیث کی حق و انحصار سب پر کافی خود کر کے ان کی صحت و عدم صحت کا فیصلہ کرتا ہوں اور دیانتاً فیصلہ کرتا ہوں۔ میں کسی فرقے کا حامی نہیں صرف مسلم ہوں اور میرا دین صرف اسلام ہے ستر کے قریب پہنچ چکا ہوں مرنے کے دن قریب میں قیامت کی بل پر اس سے مست ذلت ہوں اللہ تعالیٰ ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھائے آمین ثم آمین لیکن میں بھی انسان ہوں مجھ سے بھی غلطی اور غلط فہمی ہو سکتی ہے اور باوجود اس تحدیدِ قیمت کے جو ابھی کی مجھ کو اپنے جہل کا اعتراف ہے اس لئے جو

شخص عجم کو میری ظالمیوں سے مطلع کر دے میں اس کا شکر گزار ہی رہوں گا۔

والسلام علی من اتبع الهدی

محمد مصطفیٰ نجیبی پلاوروی

طلوع اسلام

ہم نے عہدِ تنہائی

تھا کہ مطابق ان کے جوابات طالع کر دیئے ہیں اگر ہم خود اس موضوع پر قلم اٹھاتے تو ہم حمارِ یوسف صاحب سے صرف اتنی بات پر مچتے۔

(الف) آپ پر بستے ہیں یا نہیں کہ جو قرآن اس وقت مسلمانوں کے پاس ہے وہ حرفِ اعرافِ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کیا اور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محفوظ شکل میں امت کو دیا؟

(ب) کیا حدیث کی کوئی کتاب بھی ایسی ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محفوظ شکل میں امت کو دیا تھا اور وہ حرفِ اعرافِ وحی کی طرح آج تک محفوظ ہے؟

OOOOOOOO

حقیقت حدیث

قرآن میں ہے کہ جب منکرین قرآن نے دیکھا کہ ہم کسی صورت میں بھی قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔
 نہ دلائل سے نہ اس کی تعلیم کے نتائج کے پیش نظر تو انہوں نے سوچا کہ اس حالت میں کامیابی کی ایک ہی شکل
 ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کو قرآن سننے سے روکا جائے اور جہاں کہیں قرآن پیش کیا جائے وہاں اس کا شور مچایا
 جائے کہ کسی کے کان میں اس کا لفظ پڑے۔ پائے۔

وقال الذين كفروا لا تسمعوا لهذا القرآن
 والفواحش لم يلکمه تفلحون (۲۶: ۲۶)

منکرین قرآن کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنت سلو اور

اس میں خود پھانڈ ڈالو۔ یہ تمہارا طریق ہے غالب تمہارا

یہ کیفیت نبی کریم کے زمانے کے منکرین قرآن کے ساتھ ہی مخصوص تھی۔ قرآن کے ساتھ آج تک یہی ہوتا
 چلا آ رہا ہے اور یہی کچھ خود اسلام کے سامنے آ رہا ہے۔ خدا سوچنے کے آج ملای مانتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک
 مسلمان اس حقیقت پر ایمان رکھنے کا دھی ہے کہ قرآن اسلام کے لئے قیامت تک مکمل اور واحد مذہب حیات ہے
 پر زندگی کہ ہر شعبے میں ملای و انسانی کرتا ہے۔ اس کی تعلیم بے مثل دینی نظیر ہے۔ اس کی طاقت سے ہم دنیا اور
 آخرت میں سرخروئی حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن جب بعض سے کہا جاتا ہے کہ اگر تمہارا یہ ایمان ہے تو جن غیر قرآنی
 نظریات و عقائد پر تمہارے اپنی شریعت کو متکمل کر رکھا ہے۔ انہیں مجبوراً کڑی دنگ کا مقابلہ فاضل قرآنی اصولوں
 پر استوار کرو تو چاروں طرف سے خود پھانڈا جاتا ہے کہ لڑائی کے والے کا گھلا گھوٹ دویہ قمیص گمراہ کر رہا ہے۔ اگر تم
 نے اس کی آواز سن لی تو تمہاری طاقت غریب ہو جائے گی تم دین اور دنیا میں کہیں کے نہ رہو گے۔ اور حیرت
 بالائے حیرت کہ ان خود پھانڈے والوں میں پیش پیش وہ طبقہ ہوتا ہے جو آپ کو حاکمین شرع کہتے ہیں اور
 محاکمین دین مبین قرار دیتا ہے۔ خدا خود کہنے لگتا ہے کہ یہ مسلمان اس سے بڑھ کر حیرت و محفلت کا کوئی اور مقام بھی
 ہو سکتا ہے کہ جس روش کو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا اس منکرین قرآن کا مسلک دنیا تھا اے اللہ دیں امانتوں،

۴۔ اگر ان پر ایمان رکھنے کے مدعی اختیار کرتے ہوئے ہیں پھر اس شہود سے اس پر عمل پیر ہائیں کہ باید و شاید سوہن کی آنکھوں نے اس سے بڑھ کر فرد تمنا شاید ہی کہیں مانو دیکھو۔

آپ طوع اسلام کا معاملہ ۱۹۲۸ء سے کرتے چلے آئے ہیں۔ آپ اس کی قطع کردہ منتر پر ایک تہرقی ہونی لگاؤ دیتے، اور ہریت محسوسہ نظر سے دیکھتے کہ آپ کو کوئی مقام بھی ایسا ملتا ہے جہاں اس سے فرماں کا دوسرا چھوڑا ہو اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی دیکھتے کہ اس کی زندگی میں کوئی وقت آیا ہے جب حضور و اہل شریعت اس کے پیچھے نہ گئے ہوں؟ اگر آپ کو اس سے پہلے اس حرف توجہ دینے کا موقع نہ ملا ہو تو آج اپنے سامنے دیکھنے کہ اس کی مخالفت میں کیا کچھ ہوا ہے؟ کوئی عرب و سب بھی ایسا ہے (الافافہ) جس کے خلاف دشنام مرزاؤں کی لشر لگوانے پر رہا ہو اور عقابوں اور قباظوں پر مشتمل کوئی مجمع بھی ایسا ہے جہاں اس کے خلاف مودہ ہائے ملکی تھا، ہر خود ان کے لئے غارت گر ملکن و اطمینان اور ان کے عقیدین و تہجین کے لئے وہ حصوں جنت نہ قرار پاری ہو؟ اور یہ سب کچھ کسی جرم کی پاداش میں؟ صرف اس جرم کی کہ طوع اسلام یہ کہتا ہے کہ

لا اله الا الله - محمد رسول الله

مطاحت خد کے سوا کس اور کی ہانڈ سہیں ۔ اللہ محمد اس کا بیٹا پوچھالے دے لے میں ۔

اس مقصد کیلئے اہل حضرات نے عوام کے جذبات کو مشعل کرنے کی خاطر چار لیبس تراش رکھے ہیں جس کے ساتھ وہ لیبس چپکایا جائے عوام اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ لیکن تراش۔ جس قدر کوئی نئی نہیں بہت پرانی ہے۔ گذرے ہوئے زمانوں کی تاریخ کو چھوڑیے۔ ابھی چند سال پہلے مظلوموں کی کالیل یہی کام دیا کرتا تھا۔ آپ نے وہ حصہ تو نہ دیکھا کہ کسی گاؤں میں مسجد کا کسی بدلت پر (دعا) بیٹھنے سے ناراض ہو گیا اور اس سے کہا کہ اب یہ کھو میں تمہارا اشتراک کرتا ہوں۔ تمہاری ملک کے لئے لوگ جمع ہوئے تو مولوی صاحب نے حصہ میں فرمایا کہ مسلمانو! تمہیں کچھ علم بھی ہے کہ تمہارے گاؤں میں کیا قیامت برپا ہو گئی ہے؟ تمہارے گاؤں کا نابالغ لڑکا ہے جس پر کھڑا تھا؟ جمع اٹھا اور بیٹنے کی دکان کی مانند سے لٹٹ بجادی۔ عوام کی یہ کیفیت ہی یہی ہوتی ہے۔ اسی قسم کا ایک لیبس ہے۔ منکرینِ احادیث۔ جو ان۔ مجاہدین کی طرف سے حق کی طرف سے اسلام کے خلاف عزاداروں کو استعمال ہوتا ہے۔ لڑنا ٹھٹھے دل سے سوچتے کہ اس لیبس کے معنی کیا ہیں؟ بعد طوطی اسلام کا لٹی اواقعہ کوئی جرم الہی ہے جس کی بنا پر اسے حوالہ دہرور سن کر لیبس کے منصوبہ پر مامور جاتے ہیں اور اسے چھوڑ دے وہیں کو جسم کا لہجہ

قراردید جالب ہے

منکر حدیث کے نقلی معنی ہیں۔ حدیث کا انکار کرنے والا ہم پوچھتے ہیں کہ کیا دنیا میں کوئی شخص رہا بھی ہے جو حدیث کے وجود کا انکار کرے؟ خود طوع و اسلام کے پاس حدیث کی کتابوں کی بڑی بڑی مصحفیم جلدیں موجود ہیں جن کے اقتباسات اس میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں۔ کیا اس کے بعد کوئی سیمہ لعل انسان ایسا کہہ سکتا ہے کہ طوع و اسلام حدیث کے وجود کا منکر ہے؟

اس قسم کا دوسرا لیل ہے (بلکہ اسے اسی لیل کی دوسری طرف سمجھئے) "اہل قرآن" اہل قرآن کے معنی اوسے قرآن والا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی مسلسل بھی ایسا ہے جو یہ کہے کہ وہ قرآن والا نہیں؟ اس میں شبہ نہیں کہ اس سے روپے ایکہ نہ ہی فرق اسلامیہ ہوا تھا جسے اہل قرآن کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ معلوم نہیں انہوں نے اپنا نام خود ایسا رکھا تھا یا اسے ان کے ساتھ بطور لیل چسپاں کیا گیا لیکن طوع و اسلام اصول اس حقیقت کا اظہار بنا رہا کہ چکا ہے کہ اس کے نزدیک نہ ہی فرق مذہبی (اور نہ فرق مذہب) ہے، اس سے کسی مذہبی فرقے سے کوئی تعلق نہیں۔ اور جہاں تک اہل قرآن کے فرقے کا تعلق ہے، طوع و اسلام ان کے مسلک پر کئی بار تنقید کر چکا ہے کہ ان کے سلسلے بھی دین کی صحیح راہ نہیں آسکی۔

یہ تو وہاں لیلوں کا اجرا۔ مسبیہ دیکھئے کہ طوع و اسلام کہا گیا ہے؟ طوع و اسلام کی دعوت یہ ہے کہ

(i) دیں اس منہ بٹلے کا نام ہے جس کے مطابق تمام انسانوں کو ایک نظام کے ماتحت دنگ بسر

کرنی چاہیئے۔

(ii) یہ دین صرف خدا کی طرف سے وحی کے ذریعہ مل سکتا ہے۔

(iii) یہ دین آخری مرتبہ اپنی مکمل شکل میں بنی اکرم کی وساطت سے ملا اور اب قرآن کے اندر

محفوظ ہے جس کا حرف حرف وحی ہے جو حاکم طرف سے نقل ہوا تھا۔ اس نے اس کی حفاظت کا ذرا غور نہ لے لے رکھا ہے۔

(iv) قرآن میں بالمعوم ہیں پختہ حیات کے اصول دیئے ہوئے ہیں جو قیامت تک عمر میں رہیں گے

ز ان میں کسی ترمیم و تصحیح کی گنجائش ہے نہ رد و بعد کا شکل

(v) ہر دور کے مسلمان اپنے اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق اپنی اپنی محکمہ غیر مذہبی اصولوں کی روشنی میں جزئی احکام خود مرتب کر سکتے ہیں۔ اس قسم کی ترتیب احکام انفرادی کام نہیں بلکہ یہ سب کچھ امت کے اجتماعی نظام کی طرف سے ہو گا۔ چونکہ ہر دور میں زمانے کے تقاضے بدلتے رہتے ہیں اس لئے ان جزئی احکام میں بھی رد و بدل کا امکان ہے۔ جب ضرورت پڑے مسلمانوں کا اجتماعی نظام ان میں مناسب تغیر و تبدل یا ترمیم کر سکتا ہے اور ان کی جگہ نئے احکام بھی مرتب کر سکتا ہے۔

(vi) سب سے پہلا قرآن نظام خود رسول اللہ نے لکھا اور متعدد جہاں اصول کے تحت آپ نے اپنے رفقاء کے ساتھ کلمہ (صحابہ کرام) کے معروضے سے اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق قرآنی اصولوں کے جزئی احکام مرتب فرمائے۔

(vii) اگر اللہ تعالیٰ کا مصلح ہو گا کہ دین کے اصولوں کی طرح جزئی احکام Bye-Laws بھی ابدی طور پر غیر تبدیل رہنے چاہیں تو ممکن جزئی احکام کو بھی خود ہی مصنفین کے دئیے گئے اصولوں کے تحت مرتب کر دیا اور انہیں قرآن کے احکام قیامت کیلئے محفوظ رکھا دیا۔

اور اگر خود رسول اللہ کا یہ مقصد ہوتا کہ حضور کے مصنفین فرمودہ جزئی احکام قیامت تک کے لئے غیر تبدیل اور واجب الامامت رہیں تو جس طرح آپ نے قرآن کو یہ اصول لکھا کھوا کر خدائی یاد کرنا کہ محفوظ شکل میں چھوڑا تھا۔ اسی طرح اپنے ان احکام کا ایک مجموعہ خود مرتب فرما کر امت کو دیکر چلتے۔ لیکن یہ تو خدا نے ان احکام کو خود مصنفین کے اہم ترین قرآن کے اندر محفوظ رکھا اور نہ ہی رسول اللہ سے اپنے احکام (اقول و افعل) کا کوئی مجموعہ مرتب فرما کر مستقل شکل میں امت کو دیا۔ خدا نے بھی صرف قرآن لکھا اور رسول اللہ نے بھی امت کو قرآن ہی دیا اور اسی قرآن کی حفاظت کا اہم اللہ تعالیٰ نے کیا۔

اس لئے دین کا ضابطہ جو ابدی طور پر واجب الامامت خود غیر تبدیل رہے تھا اور اس کے رسول کے معجزہ بالافصیحہ کے مطابق قرآن جسے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔

(viii) رسول اللہ کے بعد خلفائے راشدین نے بھی قرآن کی حفاظت اور نشر و اشاعت کا کالی نظام کیا۔ لیکن رسول اللہ کے احکام (احادیث) کا کوئی مجموعہ مرتب نہ کیا بلکہ کئی ایک حفاظت میں رسول اللہ کے فیصلوں کو

بدل بھی دیا کرنا کہ وقت و ماحلت بدل چکے تھے جن کے پیش نظر رسول اللہ نے وہ فیصلے صادر فرمائے تھے اور اس نئے دور کے تقاضے کو اور چاہتے تھے۔

(ix) رسول اللہ کے پردہ فرمانے کے قریب سو سو سال بعد ۱۰۰۰ھ میں امام مالک نے ان روایات کو جمع کیا جو رسول اللہ کے قول و فعل سے متعلق لوگوں میں مشہور تھیں۔ اس مجموعہ کا نام موطا ہے جس میں تین سو سے پہلے سو تک روایات ہیں۔

رسول اللہ کی وفات کے قریب ارحال سو سال بعد امام بخاری نے اسی قسم کی روایات کو جمع کرنا شروع کیا اور قریب چھ لاکھ روایات اکٹھی کیں۔ ان میں سے انہوں نے اپنی صوبہ کے مطابق قریب چھ ہزار روایات کو منتخب کیا۔ باقی پہنچ لاکھ چھ سو سے ہزار کو چھوڑ دیا اور اگر کمرست کو الگ کر دیا جائے تو صرف دو ہزار کو منتخب کیا اور باقی پہنچ لاکھ انھوں نے ہزار کو چھوڑ دیا، اس کا نام ہے صحیح بخاری۔ ان کے بعد بہت سے اور مصنفین نے بھی اسی قسم کی روایات جمع کیں۔ ان تمام روایات کے مجموعوں کا نام ہے احادیث حدیث کے معنی ہیں۔ ہر حدیث کے معنی ہوتے ہیں رسول اللہ کی باتیں۔ روایت کے معنی ہیں کسی سے سی ہونی۔ حد صحیح بخاری سے مراد ہیں رسول اللہ کی وہ باتیں جو امام بخاری نے رسول اللہ کی وفات کے قریب ارحال سو سال بعد لوگوں سے منکر جمع کیں۔

(x) ان احادیث کے متعلق سب سے پہلے کہا جاتا ہے کہ یہ ہر ایک طرف سے اسی طرح سے دی ہوئی تھیں جس طرح قرآن کریم دی ہوا تھا اور یہ قرآن کے ساتھ ساتھ کے ہی یہ قیامت تک کے لئے وحی اللہ غیر قابل ہیں۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ روایات قرآن کے ساتھ قرآن کے ہی یہ وحی ہوئی تھیں اور قیامت تک کے لئے غیر تبدیل دہی تھیں تو اللہ تعالیٰ کو پہنچے تھا کہ انیس قرآن کے ساتھ بدل کر تا اور رسول اللہ کو چاہیے تھا کہ قرآن کی طرح ان کا محفوظ اور مستحکم مجموعہ امت کو دے کر جاتے۔ اللہ نے ابراہیمؑ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارحال سو سال بعد امام بخاری نے ان روایات کو جمع کیا اور چھ لاکھ چھ سو سے ہزار کو چھوڑ دیا اور انھوں نے ہزار کو چھوڑ دیا اور صرف چھ ہزار دو ہزار کو لے لیا۔ مجموعہ میں لاکھ پانچ سو ملوٹ ہیں کہ وہ امام بخاری نے کس وحی کی بنا پر یہ فیصلہ کیا کہ وہ پہنچ لاکھ چھ سو سے ہزار تو وحی شدہ روایات نہیں ہیں اور صرف یہ چھ لاکھ چھ سو سے ہزار روایات وحی شدہ

قرآن کے ساتھ قرآن کی ہم پایہ ہیں جن میں اب قیامت تک کوئی رد و بدل نہیں ہو سکتا (ہم کہتے ہیں کہ خدا اور رسول تو ایک طرف خود بخود احادیث کے جمع کرنے والوں کے پیش نظر بھی یہ بات مذمتی کہ ان مجموعہ روایات وحی منزل ہے دین کا بڑا حصہ قیامت تک کے لئے عبرت بن رہا ہے۔ اس زمانہ میں رسول اللہ در حضور کے عہد ہمایوں کی تاریخ نگاروں کا خیال یہاں ہوا تو ان حضرات جامع احادیث اے اسی تاریخ کو اس انداز سے لکھا کہ اس زمانے سے متعلق جو بات سنی اور اے اسی وراثت میں آپ مقرر کے ہوئے معیاروں کے مطابق قابل قبول سمجھا، اسی طرح درج کتاب کر لیا۔ چنانچہ خود امام بخاری نے آپ مجموعے کا نام "موسم اللہ در آپ کے زمانے کی تاریخ" رکھا تھا۔ اس بات میں ایک مسئلہ ہے حالی حدیث محرم مناظر حسن گیلانی صاحب یہ کہے کے بعد کہ احادیث کے مجموعے دراصل اس دور کی نام نہ بھی تعبیرات ہیں۔ کہتے ہیں۔ "ہو اس کے یہ ہے کہ ہمارے یہی قیامت ہے۔ مگر نہیں فی حدیث کے سبب سے اے امام لائے امام بخاری نے اپنی کتاب کا جو نام رکھا ہے اگر اسی پر غور کر لیا جائے تو باری مجھ جاسکتا ہے کہ میں نے جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ نگاروں نے ہمیشہ اس میں کوئی نگاہ سے دیکھا ہے۔ امام بخاری کی کتاب آج تو صرف "بخاری شریف" کے نام سے مشہور ہے لیکن یہ کتاب کا اصلی نام نہیں ہے بلکہ خود امام بخاری نے اپنی کتاب کا نام "المجمع المصنف المسند المختصر من اسود رسول اللہ وایامہ" رکھا ہے۔ اس میں سورہ اور امام کے الفاظ قابل طور ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کی صحیح تعریف امام بخاری کے نزدیک من تمام اسود کو حاوی ہے جن کا کسی نہ کسی حیثیت سے آنحضرت سے تعلق ہو۔ آگے یا امام کے لفظ لے تو سکی تعریف کو در بھی وسیع کر دیا میں وہی بات جو میں سے عرض کی تھی کہ فن حدیث دراصل اس عہد اور زمانہ کی تاریخ ہے جس میں محمد رسول اللہ جیسی مدنیہ حاکم پر اثر انداز ہوئے والی ہستی انسانیت کو در سکی جانب سے عطا ہوئی۔ (ترجمان القرآن) ۱۰ اگست ۱۹۴۷ء

بالکل یہی بات ہم کہتے ہیں جیسی یہ کہ مجموعہ احادیث نبی کریم اور آپ کے صحابہ کے زمانے میں تیار ہے جو روایات کی شکل میں لکھی گئی ہے اس تاریخ کے مجموعے میں جہاں بہت سا حصہ لکھا ہے جس سے مصوری امام کی سیرت طیبہ کے بڑے بڑے مشہور گوشوں پر روشنی پڑتی ہے اور جس روشنی سے ہماری مدنیہ سیرت کے بچہ و غم سورہ ہو سکتے ہیں۔ وہاں اس میں ایسی ایسی باتیں بھی مل گئیں ہیں جو مسلمانوں کے لئے امتدادی ہیں

جنس کسی صورت میں بھی حضور کی ذات گرائی کی طرف محسوب میں کیا جاسکتا ہے کہ جس میں کہ اس تدبیری مود سے اس قسم کی تمام یہ سونہ باتوں کو الگ کر دیا جائے تاکہ حضور کی سیرت مقدسہ اپنی عامل اور نورانی شکل میں نکھر کر سامنے آجائے۔ سوال یہ پیدا ہو گا کہ اس جمل میں کیا لکھت چھانٹا کاسید کیا ہو گا؟ اس کا جواب بالکل صاف اور واضح ہے ہند سے پاس خود کی کتاب اپنی اصل اور مکمل صورت میں موجود ہے اس کتاب میں جس طرح دین کے غیر جنس اصول دیئے گئے ہیں اسی طرح ہی اگر ہم کی سیرت مقدسہ کے ہم گوئی بھی درج ہیں اس کے علاوہ بنی باکرہ خود قرآن کی ابتداء کرتے تھے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ آپ کی حیات حبہ کا کوئی جزو بھی قرآن کے خلاف جائے لہذا اس تدبیری سلا کو پرکھے کے لئے ہند سے پاس شایع مسموع اور حکم سعید خود کتب اللہ ہے۔ اس میں جو بات بھی قرآن کے خلاف نظر آئے یا ایسی ہو جس سے حضور کی شان میں طعن پایا جاتا ہو اسے بلا ادلی تامل الگ کر دیا جائے اور باقی حصہ کو نکھو کر ایک جگہ جمع کر لیا جائے تاکہ اس سے تدبیری کام لیا جاسکے۔ یہ ہماری تدبیر کا اگرچہ ہر سہرا یہ ہو گا جس پر ہم ہر ماحول پر نظر کر سکیں گے

یہ ہے ہر پیشہ کے متعلق جدا مسئلہ اور اسی مسئلہ کی طرف طوع اسلام مسلسل دعوت دیتا چلا رہا ہے لیکن مولوی صاحب کا فتویٰ ہے کہ یہ انکھ ہر پیشہ ہند، اسلام ہے بے دشمنی ہے اور نہ اسے بنائیں طوع اسلام گردن زدنی ہے۔ گفتنی ہے اور نہ معلوم کیا کیا ہے؟ جن حضرات کا رخا دیہ ہے کہ بخاری شریف اور اسی قسم کی روایات کے دوسرے مجموعے (جن میں محمد مسند کہا جاتا ہے) ہند کی طرف سے دیئے گئے ہیں اور ان کا پابن بالکل قرآن کے خلاف ہے۔ (ملاحظہ ہو) ان میں لکھا ہے وہ قرآن ہی کی طرح میر قبیل دین ہے اسے اس طرح سے انا ہو گا جو ایسا ایمان رکھتا وہ منکر ہر پیشہ ہے اس کا ہ اور اس کے رسول کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہر پیشہ کی حیثیت کے متعلق ہم نے جو کچھ اوپر لکھا ہے مولوی صاحب ان کا جواب تو دیتے نہیں لیکن گلاب کی بوچھا ضرور شروع کر دیتے ہیں۔ وہ گلاب میں بھی ان کا نہ فریہ ہوتا ہے کہ طوع اسلام سے ملنے لگتے خود اور اس کی کتاب کے خلاف ذہن افغانی شروع کر دیتے ہیں۔ جس مثال میں مسلمانوں کے ساتھ تہویں اور صیانیوں کے مناظرے ہوا کرتے تھے ان میں اند فریہ ہوتا تھا کہ جو سی مسلسل مناظرے دیکھ کے متعلق کچھ کس تو تہویہ ہند سے لکھتے ہیں اسی قسم کا اعتراض قرآن کے خلاف جزو دیکھ ہی اند فریہ تہویوں کے خلاف مناظرہ میں ہوتا تھا۔ جو کسی نے میر صاحب کی کسی بات پر اعتراض کیا اسوں نے لکھتے ہیں جو سب دیکھ یا کہ (ملاحظہ

محلہ اللہ ہی بابت تو خود رسول اللہ میں موجود تھی اور اس سے خوش ہو گئے کہ ہم نے میدانِ بلا لیا یعنی یہی حالت
 آج طوع و اسلام کے خلاف مولوی صاحبین کی یہی ہے مصلحت سے کہا جاتا ہے کہ اس کا ثبوت ہے کہ جو کچھ
 کتب و آیات میں اس وقت موجود ہے وہ ہر ظہرِ رسول اللہ کے خلاف ثابت ہیں تو وہ اس کے جواب میں فرمے
 کہ دیتے ہیں کہ طوع و اسلام کے پاس اس کا ثبوت ہے کہ قرآن کریم ہی ہے جو رسول اللہ نے امت کو دیا تھا
 یعنی ان کے نزدیک قرآن صرف طوع و اسلام والوں کا ہے اس لئے قرآن کے محفوظ ہونے کا ثبوت طوع و اسلام
 کے لئے ہے۔ مولوی صاحبین کا قرآن سے کچھ واسطہ نہیں رہا کہ یہ حضرات خوش ہو رہے ہیں کہ ہم نے میدانِ
 جیت لیا اور نہیں گئے کہ۔

ترے فشر کی زد شریں قیس باتوں تک ہے

ہم ان حضرات سے صرف اتنا چاہتے ہیں کہ کیا آپ کا ایمان ہے یا نہیں کہ قرآن ہر ظہرِ فداوی ہے جو رسول اللہ
 نے امت کو دیا تھا مگر اس پر آپ کا ایمان ہے تو اس کا ثبوت طوع و اسلام سے کیوں مانگا جاتا ہے جو بات آپ
 کے ایمان کا جزو ہے اس کے لئے ثبوت طلبی کے کیا معنی؟ اور اگر آپ کا اس پر ایمان نہیں تو پھر آپ کی حیثیت
 مسلمان کی رہتی ہی نہیں۔ اس لئے کہ مسلمان ہونے کے لئے تو اس ایمان کی ضرورت لائی گئی ہے کہ قرآن خدا کا
 کلام ہے اور کاسرِ ظہرِ قدس اور غیر عرف ہے۔

یہیں تک ہی نہیں بلکہ ان میں سے بعض حضرات نے تو یہاں تک ثابت کر کے رکھی کہ کسی کو شش
 فرمائی ہے کہ میں امر کا ثبوت ہی نہیں مل سکا کہ رسول اللہ نے امت کو قرآن کی کئی کئی مدیں شکل میں دیا تھا۔ اور
 اگر دیا تھا تو وہ تمام کمال ہی قرآن ہے۔ جو اس وقت تک اسے پاس ہے۔ خود کیجئے کہ اسلئے اس وقت تک اسے
 حد تک امداد ہو جاتا ہے۔ اس کا مقصد طوع و اسلام والوں کو شکست دینا ہے جو اس میں خود کی تباہی بھی تھی
 اور میر جیسی کہیں نہ فرما رہے۔ میدانِ جن جنوں میں اس کی بات دہرائی جا رہی ہے اس کی بات کیوں نہ لگے جاوے
 یہ حقیقت کہ قرآن ہر ظہرِ فداوی ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہوا تھا ایک مسلمان کے لئے ممانہ دین
 نہیں اس لئے خود قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ہم نے قرآن نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں۔ اور قرآن کا
 محفوظ ہونا ہمارے ایمان کا جزو ہے بلکہ یہی کہ کسی غیر مسلم کی طرف سے یہ سوال ہو تو اس کا جواب ہے۔ جو
 غیر مسلم دوسرے سے قرآن کے منزل میں اللہ ہونے ہی کا انکار کرتا ہے حفاظت کا سوال تو اس کے لئے آتا ہے

ان حضرات کا دعویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو قسم کی وحی نقل کی تھی۔ ایک تو قرآن میں جمع کر دی گئی اور دوسری ان روایات کے اندر بے احسن کے مجموعہ تدوین کی کہانی آپ اور بن پکے میں اجاب میں سے پوچھا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وحی کے دو حصے کر دینے کی کیا ضرورت تھی تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اگر تمام وحی ایک ہی جگہ جمع کر دی جاتی تو قرآن کی فصاحت بست خدہ جاتی بلکہ آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ یہ بات ہم نے تو یہی میز حاکمہ دی ہے۔ مٹاؤ کھالیا نہیں۔ ان حضرات کی (لف سے فی الواقع یہ جواب دیا جاتا ہے) جبکہ ان سے پوچھا جاتا ہے کہ اگر یہ دونوں چیزیں خدا کی طرف سے وحی تھیں اور دین کا غیر شہس حصہ تو رسول اللہ نے قرآن کی طرف وحی کے اس دوسرے حصے کو بھی محفوظ طریق پر مہربان کر کے امت کو کیوں نہ دے دیا تو اس کا جواب کچھ نہیں دیا جاتا۔ بزرگانیوں کے ایک سہل جواب طوع اسلام میں یہ سوال شاح ہو تھا اس کے بعد ہم نے ان حضرات میں سے بعض کو نیکیدی خطوط بھی لکھے کہ اس سوال کا جو اسر حمت فرمائیں لیکن آج تک کسی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ اس مقام پر استدلال عرض کر دیا بھی ضروری ہے کہ ان حضرات کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن ماکمل کتاب ہے اور اس کی تکمیل ان روایات کے ذریعے ہوتی ہے جن کا ذکر آپ اور بن پکے میں ہے۔ (یعنی رسول اللہ کی وفات کے قریب مدحانی سورس تک تو دین نامکمل رہا۔ کیونکہ اس زمانہ میں مسلمانوں کے پاس صرف قرآن ہی دون شکل میں تھا اسکے بعد بھلا ہوا امام بخاری اور دیگر جاسمین احادیث کا جن کی کوششوں سے دین کی تکمیل ہو گئی اور نہ مسلمانوں کے پاس دین کا ادھار حصہ ہی رہتا رہا دین کا جو حصہ رسول اللہ کی وفات کے اتنا حصہ رہا، اس طرح مہربان ہو، ان حضرات کے دعویٰ کے مطابق اس کی پوزیشن یہ ہے کہ وہ صرف قرآن کے ہم پایہ ہے بلکہ قرآنی احکام کو منسوخ بھی کرتا ہے۔ یعنی اگر دیکھیں کہ قرآن میں ایک حکم ہے اور حدیث میں اس حکم کے خلاف دوسرے حکم تو آپ کو مانتا ہو گا کہ قرآن کا حکم منسوخ ہو چکا ہے اور اب حدیث کا حکم ہی واجب اصل ہے چنانچہ ہماری موجودہ شریعت میں اس قسم کے کئی احکام ہیں جو قرآن کے خلاف ہیں ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان احکام کو حدیث نے منسوخ کر دیا ہے۔

یہ میں وہ دعویٰ جتنیں یہ حضرات طوع اسلام سے منوانا چاہتے ہیں۔ آپ خود ہی فرمائیے کہ جس شخص کے دل میں خدا کی کچھ بھی عظمت اس کے رسول کی کچھ بھی حرمت اور اس کے دین کی کچھ بھی حرمت ہو وہ کبھی اس قسم کی باتوں کو صحیح تسلیم کر سکتا ہے ہم آپ سے نہیں کہتے کہ آپ بلا سوچے کچھ ہماری بات مان بیٹھے ہ

صرف یہ کہتے ہیں کہ آپ (زیادہ نہیں تو کم از کم حدیث کی کسی ایک کتب مثلاً) بکری شریف کا اردو ترجمہ دیگر بے بدھ و دھم سے خود پڑھ جائیے اور اس کے بعد آپ جس تیبے پر بیٹھیں اسے اختیار کر لیجئے۔ آپ دیکھیں گے کہ حدیث کے ان مجموعوں میں ایسی ایسی باتیں ہیں جنہیں آپ کی غیرت کبھی گوارا ہی نہیں کرے گی کہ انہیں ذات رسالت میں کسی حرف مسموم کر دیا جائے۔ ان چیزوں سے آپ صاف صاف اس تیبے پر بچ جائیں گے کہ سلام کے دشمنوں نے ان باتوں کو وضع کر کے ان کتابوں میں شامل کر دیا ہے اور یہ کتابیں اب اہل دین بے چکی ہیں۔ قرآن بتاتا ہے کہ یہ سب کچھ ایک خاص سلاش کے ماتحت کیا گیا تھا اور اہل اسلام اس سلاش کا شکار چلا آ رہا ہے۔ طوع اسلام کا مقصد فقط اس قدر ہے کہ اس گہری سلاش کا پردہ چاک کر دیا جائے جس کی وجہ سے مسلمان دنیا میں ذلیل اور اس کا دل میں دوسرا دور با ہے اگرچہ جرم ہے تو طوع اسلام نہ صرف اس جرم کا انہماک ہے بلکہ اس پر فراعون ناز بھی کرتا ہے لیکن اس جرم کی تفصیل ایک مرتبہ پھر دہرائیجئے یعنی طوع اسلام کی دعوت یہ ہے کہ۔

(۱) اللہ کا آخری دین اسلام ہے جو اس کے آخری رسول نبی کریم کی مداخلت سے تمام دین انسانی کے لئے قیامت تک کے لئے بطور ضابطہ حیات بنا دیا۔ دین قرآن کریم کے اندر محفوظ ہے۔

(ب) قرآن خدا کی مکمل کتاب ہے اور عرفہ غادہ ہی سہجہ و اللہ کی طرف سے نازل ہوئی تھی اس میں قیامت تک کوئی تبدل نہیں ہو سکتا۔

(ج) قرآن کریم میں ہرچیز تفصیلی احکام کے دین کے اصول بیان ہوئے ہیں۔ ان اصولوں کی روشنی میں ہر زمانے کے مسلمانوں کا اجتماعی نظام اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق جزئی احکام Bye-Laws خود مرتب کرے گا ان احکام کا نام شریعت ہے۔ لہذا قرآن کے اصول تو غیر متبدل ہیں لیکن ان کی روشنی میں متعین کردہ جزئی احکام زمانے کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ بدلتے رہیں گے۔ اس طرح یہ دین قیامت تک کے لئے انسانوں کے لئے مقرر ہوئے قاضیوں کا ساتھ دیتا چلا جائے گا۔

(د) قرآن کے علاوہ مائے پاس جس قدر اور مذہبی لٹریچر مثلاً کتب روایات وغیرہ (وہ محدث محمد رسول اللہ والہدین) ہر کی تاریخ ہے جو حضور کے زمانے کے بہت عرصہ بعد مرتب ہوئی اس میں صحیح یا نہیں بھی نہیں اور غلط بھی ہمیں چاہیئے کہ قرآن کی روشنی میں اس پورے لٹریچر کو پرکھیں اور جو جو

باتیں قرآن کریم یا رسول اللہ کی ذاتِ حق کے خلاف دکھائی دیں، انہیں تلک تلک کر کے باقی مجھ سے تاریخی فوائد حاصل کریں۔ اس تاریخ سے سیرتِ نبی اکرم کے ٹکڑے ٹکڑے، ہم گوشتے، بھر کر ہمارے سامنے آسکتے ہیں۔ جو ہمارے لئے اس دور کے تھاموں کا حل دریافت کرنے میں دلیں رہا ہں سکتے ہیں۔ “
 یہ ہے ہمارے جرم کی تفصیل۔ اگر کوئی شخص اس سے تلک یا اس سے زیادہ کوئی بات ہماری طرف منسوب کرنا ہے تو وہ بہتانِ عظیم ہے

کیا طلوع اسلام کے اس جرم کو اکب بھی فی الواقعہ جرم سمجھتے ہیں؟ کبھی تسمانی میں اپنے
 اس سے پوچھئے۔



رسول اللہ حنفی تھے یا شافعی؟

مولوی صاحبان کی طرف سے کہا یہ جاتا ہے کہ دین مکتب اور سنت کا مجموعہ کا نام ہے اور سنت سے مراد ہیں رسول اللہ کے اقوال و اعمال جو احادیث کے درجہ مجموعوں میں منقول ہیں انہیں نہ رسول اللہ نے امت کو دیا اور نہ ہی صحابہ نے مرتب فرمایا یہ مجموعہ کن روایات کے ماتحت مرتب کئے گئے تھے اور کئے جاتے ہیں اس کا اندازہ اس قصہ سے لگائیے جو احادیث کے تخریج کے مجموعے "رجا جتہ للمصنوع" پر صدق (کنعنی) ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء کی شامت میں شائع ہوا ہے اس میں لکھا ہے:

خطیب تبریزی کی مشکوٰۃ المصابیح سے منقول میں برحق لکھا و اللہ ہے حدیث نبوی کا یہ مسند کا زمانہ نسبت مختصر ہونے کے باوجود بڑی حد تک جامع مجموعہ صدیوں سے ہندوستان میں چلا آ رہا ہے۔ در عوام خواہیں سب کے حق میں شیعہ ہدایت کا کام دے رہا ہے۔ لیکن صاحب شکوۃ باوجود اپنی جہالت اللہ کے ہر حال حنفی اور سبند تھے شافعی تھے اس لئے شافعی مذہب کی رعایت کا اس کی کتاب میں جان بوجہ اہمال تھا اور جس نے علم حنفیہ ایک اس قسم کے دوسرے مجموعہ احادیث کی ضرورت محسوس کر دی تھی جس میں رعایت ان کے مسلک و مشرب کی ہو صدیوں کے بعد اس ضرورت کے علاوہ کرنے کی سعادت میں حیدر آبادی فاضل کے حصہ میں آئی ہے۔

یعنی مشکوٰۃ المصابیح اس مقصد کے ماتحت مرتب کی گئی تھی کہ یہ ثابت ہو جائے کہ امام شافعی کا مسلک صحت مطابق سنت ہے یہ بات خفیہ کو بہت کھلی تھی راہ بیہ نیا مجموعہ یہ ثابت کرنے کے لئے مرتب کیا گیا ہے کہ حنفی مذہب سنت رسول کے مطابق ہے بالفاظ دیگر مشکوٰۃ المصابیح یہ ثابت کرنے کے لئے مدون کی گئی تھی کہ رسول اللہ شافعی الذہب تھے اور ابز حاحہ المصابیح یہ ثابت کرنے کے لئے مرتب کی گئی ہے حضور حنفی المسلم تھے جس سے ہمیں ایک دلچسپ لطیفہ یاد آگیا ایک مقلد سے کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رسول اللہ کی وفات کے بہت عرصہ بعد پیدا ہوئے تھے تو وہ مٹ پڑا گیا اس کا منہ کھلے کا کھل گیا اور بے ساختہ پکار نکلا کہ تو نے کیا کیا؟ کہی رسول اللہ خیر مقلد ہی فوت ہو گئے؟ اس لطیفہ پر فتنے نہیں نکلنے کے آنور دیکھئے ہمارے

روایت ان مجموعوں کو دین قرار دیا جاتا ہے اور بن مجموعوں کی کیفیت یہ ہے کہ منیوں کے مجموعے یہ ثابت کرتے ہیں کہ رسول اللہ سنی تھے اور شیعوں کے یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضور شیعوں تھے پھر منیوں میں ایک مجموعہ یہ ثابت کرنے کے لئے مرتب کیا گیا تھا کہ رسول اللہ خاشی السک تھے اور دوسرا یہ ثابت کرنے کے لئے مرتب کیا گیا ہے کہ آپ حنفی الذہب تھے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلِلَّهِ الْإِسْلَامُ** واجمعون یا انکے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر ایم کے متعلق کہا ہے کہ آپ مذہبی تھے نصرانی یا ہی میں رسول اللہ شیعوں تھے سی۔ یہ مقلد تھے۔ غیر مقلد نہ خاشی تھے نہ حنفی حضرت صرف مسلمین تھے اور آپ کاسک قرآن کاسک تھا۔ باقی سب نسبتیں انسانوں کی تھیں اگر وہ ہیں اور خدا اور اس کا رسول ان سے علی التمام ہیں۔ **هُوَ سَيِّدُ الْمُسْلِمِينَ** خدا کا ارشاد ہے کہ **أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ** رسول اللہ کا مطلق۔

~~~~~ باقی متن دوسری

OOOOOOOO

ماخوذ

مقام حدیث (جلد دوم)

شائع کردہ۔ "ادارہ طلوع اسلام کراچی"

OOOOOOOO



## درس قرآن

جو لوگ اپنے فرقوں کے ساتھ متکبر رہتے ہیں۔ قرآن کے ساتھ ان کی نفرت اور دشمنی اور اپنے اپنے بزرگوں کے ساتھ ان کی عنایت سے رفتہ رفتہ ان کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ ان کے اور قرآن کے درمیان ایک ایسا پردہ مائل ہو جاتا ہے جو انھوں سے تو نفرت نہیں آتا لیکن دل اور دل پر مری طرح سے چھا جاتا ہے۔ واناقرات القرآن جعلنا بینک وبین الذین لایؤمنون بالآخرة حجابا مستورا یہ پرہان کے دو کسے کہنے ہو جنہ کی صلاحیت سلب کر لیا ہے۔ وجعلنا علی قلوبہم اکنسہ ان یفقیہوہ اور ان کے کانوں میں ایسے ڈاکٹر لگا دیتا ہے کہ وہ بات تک نہیں سن سکتے۔ وفی اذانہم یوقرا (17:45:46) اور اس طرح قرآن سے ان کی نفرت بھی بدن بدھتی جاتی ہے وما یرید ہم الا نفورا (17:41)۔ یہ ہے وجہ جو فرقہ پرستی مٹی نہیں۔

(”ماخوذ طبع اسلام جوب، ۱۹۹۷ء“)

## قرآن کریم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو ایسا منقول ہے یعنی اس

کو نقل کرنے والے ہر زمانے میں اس قدر نفوس کثیرہ رہے جن میں جھوٹ بولنے یا غلطی کرنے کا احتمال باقی نہیں رہتا۔ اسلئے قرآن کا سنکر کافر ہے اور اس کو ماننا عقلاً و فقہاً ضروری ہے۔

اس کے باوجود احادیث غولہ قدسیہ ہوں یا غیر قدسیہ ان کے نقل کرنے والے

بغیر کثیر نفوس نہیں ہیں اسلئے ان میں عقلاً احتمال غلطی یا جھوٹ کا آنا ممکن ہے۔ اسلئے یہ قطعی اثبات نہ ہوں گی۔ اور ان کا سنکر کافر نہ ہوگا

(مکتوب شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی جہاد اول صفحہ ۱۰۰)

اللہ نزل احسن الحديث (39:23)

اللہ تعالیٰ نے نہایت بہترین حدیث نازل فرمائی ہے۔

بہذا الحديث، (6:18)

یہی کلام (حدیث قرآن الہدیہ ہے)

اقمن هذا الحديث تصحبون، وتمسحون ولا تبكون، (59:53)

(اے کافر!) کیا تم اس حدیث پر قہر کرتے ہو اور نہتے ہو اور روتے نہیں؟

فما هو لاء القومہ لا یکادون یفقهون حدیثنا (78:4)

یہ لوگ حدیث مجھ کی ذرا بھی کوشش نہیں کرتے۔

ومن اصدق من الله حديث (87:4)

اللہ تعالیٰ سے زیادہ کہ حدیث کا پکا گن ہو سکتا ہے؟

فبای حدیث بعدہ یؤمنون (50:77) (185:7) (6:46)

اب اس کے بعد کونسی حدیث پر ایمان لائیں گے۔

فذرني ومن يكذب بهذا الحديث، ستترجهم من حيث لا يعلمون ف

(44:68)

پس اے علیہ السلام! ان لوگوں کو جو اس حدیث یعنی آیات قرآنی کو جھٹلاتے ہیں۔ سیر قانون

مکافات کے حوالے کر دے، ان سے خود پیشہ لگام نہیں آہستہ آہستہ ایسی جگہ سے کہیں گے جس کے مصلحان  
دیکھ بھی نہیں جاتے۔

ان الدين قانوا ربنا الله ثم اسفلهم اقتتلوا عليهم المملکة لا تخافوا ولا

تحتزنوا والبشرو وبالجنة التي كنتم توعدون (31:41)

جو لوگ اس حقیقت کا اقرار کرتے ہیں کہ خدا انھوں نے دینے والا ہے اور خدا ہی اس اقرار اور ایمان پر

جہم کرکھڑے ہو جاتے ہیں اور دنیا کی کوئی قسمت ان کے ہاتھ استقامت میں لغزش نہیں پیدا کرتی تو ان پر بلائیکہ کا  
نزل ہوتا ہے۔ اور اس طرح ان سے کہتے ہیں کہ تم کسی قسم کا غولہ نہ کرو مگر ہی ہنسنا غافل ہو تمہارے لئے اس



جنتی معاشرہ کی خوشخبری ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

اہل کتب: تم باقی امور کو چھوڑو اور آؤ اس بات کی طرف جو تم میں اور ہم میں مشترک ہے۔  
یعنی یہ کہ تم قوانین خداوندی کے علاوہ کسی اور کی عبودیت اختیار نہیں کرو گے۔ تم اس کے ساتھ کسی  
اور کو شریک نہیں کرو گے۔ تم اللہ کو چھوڑ کر خیر الہی قوتوں کو صاحب اقتدار نہیں مانو گے۔ (3:63)

ان اہل کتب میں (ان کے حامل اور پیشواؤں کا) ایک گروہ ہے جو کتب اللہ پڑھتے ہوئے  
اس میں الٹ بھیر کرتے ہیں تاکہ تم خیال کرو کہ جو کچھ یہ منہ ہے ہیں کتب اللہ میں سے ہے، حالانکہ وہ  
قطعا کتب اللہ (کے احکام میں) سے نہیں ہوتا۔ اور وہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ جو کچھ وہ ان سے کہتے ہیں یہ اللہ  
کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا۔ وہ اللہ کے نام سے جھوٹ بولتے ہیں اور دین  
والہدے پہنچاتے ہیں۔ (3:78)

ایسا

پیش کردہ

محمد عبدالحق سلیم